

مقصد وجود

جس وقت محمد رسول اللہ ﷺ کا ظہور ہوا دنیا گمراہی و تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی۔ کہیں کہیں اخلاق و کردار کے بعض اچھے پہلو رہ بھی گئے تھے تو تاریکی کی زد میں آ کر ان کی رعنائی بھی مجروح ہو گئی تھی۔

خراپیوں کی اصل جڑ یہ تھی کہ انسان اپنے مقصد وجود سے اور حیثیت و مقام سے بیگانہ ہو گیا تھا۔ انسان کا مقصد وجود سادے لفظوں میں یہ ہے کہ وہ اللہ کا بندہ اور فرمانبردار بن کر زندگی گزارے اور اپنے آپ کو اس کی مرضی کے حوالے کر دے۔ انسان کا مقام یہ ہے کہ وہ اس کائنات کا خادم نہیں مخدوم ہے۔ یہ دنیا اپنے تکوینی نظام میں عملاً ایسے قانون کی پابند ہے جس سے انسانوں کی گونا گوں ضروریات پوری ہو رہی ہیں۔ اسے فائدہ پہنچ رہا ہے اور اس کی خدمات انجام پا رہی ہیں۔ انسان جب اپنے اس مقصد اور مقام سے ہٹ جائے تو اس کا تار حیات اس طرح الجھ جاتا ہے کہ صدیوں سلجھانے کے باوجود سلجھ نہیں پاتا۔ بلکہ مزید پیچیدہ ہی ہوتا جاتا ہے۔ تا وقت کہ وہ اپنے مقام پر پلٹ نہ آئے۔

حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام پر دلیل

رات کی تاریکی چھائی ہوئی ہو، گھر والے گہری نیند سوئے ہوئے ہوں، بیٹا درد کی شدت سے کروٹیں بدل رہا ہے، کراہتے ہوئے آواز دیتا ہے کوئی اُس کی پکار پر جواب نہیں دیتا ماں سے بڑھ کر کائنات میں شفیق رشتہ کوئی نہیں اُس کا قصور نہیں وہ بیچاری سنتی تو جواب دیتی پتا چل جاتا تو بیٹے کی تکلیف دیکھ کر تڑپ جاتی۔ غور و فکر کا مقام ہے جب زندہ نیند کے عالم میں نہیں سن سکتا وہ مرنے کے بعد کسی کی پکار کس طرح سن سکتا ہے؟

وہ کون ذات ہے جو رات کی سیاہی اور تنہائی کے عالم میں کسی کی پکار کو سن سکتا ہے۔ قرآن کریم اُس اللہ کی صفات بیان کرتا ہے:

﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ﴾ [البقرة: ۲۵۵]

”اللہ تعالیٰ ہی معبودِ حق ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے جسے نہ اونگھ آئے نہ نیند۔“

صلیبی قوم کا عقیدہ ہے کہ یہودیوں نے سازش سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر لٹکایا اُس پر موت طاری ہوگئی وہ تین دن قبر میں رہے۔ پھر اللہ نے اُن کو اٹھالیا۔ دوسری طرف صلیبیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا سمجھ کر الوہیت کے مقام پر فائز کر دیا۔ اللہ ذوالجلال نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کے رد میں متعدد مثالیں دیں:

﴿إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ﴾

[آل عمران: ۵۹]

”اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کی مثال ہو بہو آدم علیہ السلام کی مثال ہے جسے مٹی سے بنا کر کہہ دیا کہ ہو جا پس وہ ہو گیا۔“

﴿مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ كَانَا يَأْكُلَنِ الطَّعَامَ﴾ [المائدة: ۷۵]

”مسیح ابن مریم سوا پیغمبر ہونے کے اور کچھ بھی نہیں اس سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو چکے ہیں اُن کی والدہ ایک راست باز عورت تھیں دونوں ماں بیٹے کھانا کھایا کرتے تھے۔“

﴿بَدِيعُ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ أَنِّي يَكُونُ لَهُ وَلَدٌ وَلَمْ تَكُنْ لَهُ صَاحِبَةً﴾ [الأنعام: ۱۰۱]

”وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے اللہ تعالیٰ کی اولاد کہاں ہو سکتی ہے حالانکہ اس کے کوئی بیوی تو ہے نہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کے الہ ہونے کی تردید میں روزمرہ زندگی سے متعدد مثالیں دیں لیکن اللہ نے قرآن حکیم کے کسی مقام پر یہ نہیں فرمایا کہ عیسیٰ تمہارا اللہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ اس پر تو موت طاری ہوگئی ہے۔

اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں تو پھر اللہ نے عیسیٰ کے معبود ہونے کی نفی میں وفاتِ مسیح کی مثال کیوں نہ دی؟

(عطاء محمد جموع)

مجلس ادارت

- شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی
- مولانا محمد اسحاق بھٹی
- مولانا ارشاد الحق اثری
- ملک عصمت اللہ قلعوی
- حافظ حماد شاہر
- حماد الحق نعیم

مدیر مسئول

- حافظ احمد شاہر

مینجر

- محمد سلیم چنیوٹی 0333-4786507

کمپوزنگ

- رضا اللہ ساجد 0344-4656461

جواہر پارہ

مقررہ وجود	کلمہ طیبہ
حیات علی علیہ السلام پر دلیل	اداریہ
کیا یہ سب عذاب الیم نہیں؟	درہ قرآن
تفسیر سورۃ الصافات..... (۲۱)	درہ ہدایت
أربعین اعتقادی..... (۱۱)	افتاء
ہیوتا غیر مسکونہ۔ ٹیلی فون کے بعض مسائل (مفتی محمد عبداللہ خان حنیف)	پند و موعظت
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت اور اسلوب	ختم نبوت
قادیانیوں کو دعوتی پیغام	افکار معاصرین
تحریک طالبان پاکستان کے لیے ایک تحریر	
اہل حدیث رائٹرز فورم	تبصرہ کتب
نئیہ الاحادیث۔ صحیح خطبات رسول ﷺ	فہرست کتب
فہرست اردو کتب۔ محمد عطاء اللہ حنیف لاہوری	وہیات
ڈاکٹر محمد اسحاق ظفر کا انتقال	شعر و ادب
تور حیات مسافر غلٹ میں وصل گیا	
3	(حافظ احمد شاہر)
5	(مولانا ارشاد الحق اثری)
7	(ریاض عتاب اثری)
8	
11	(میاں محمد جمیل)
20	(عطاء محمد جمہور)
24	(اوریا قبول جان)
26	(ڈاکٹر عارف حسن مدنی)
28	(محمد سلیم چنیوٹی)
30	
33	(حافظ احمد شاہر)
	(مہر المہدی)

خط کتابت کے لیے : ہفت روزہ الاعتصام، 31 شیش محل روڈ، لاہور
 کرٹ اکاؤنٹ نمبر : ABL 2466-4 بلال سنج برانچ لاہور
 فون نمبر : 042-3735 4406
 فیکس نمبر : 042-37229802
 رجسٹرڈ نمبر : CPL : 12

فی ہرچہ : 12/- روپے
 سالانہ : 500/- روپے
 بیرونی ممالک سے : 200/- ریال
 60/- ڈالر امریکی

E-Mail: al.aitisam@gmail.com

پرنٹر: پرنٹ یارڈ پرنٹرز، لاہور۔ ناشر: حافظ احمد شاہر، مقام اشاعت: 31 شیش محل روڈ لاہور 54000

مرعوبانِ تہذیب مغرب کہاں ہیں؟

چند روز قبل لاہور میں ایک افسوس ناک، اندوہ ناک اور شرم ناک ایک پانچ سالہ بچی کے بارے میں جو خبر آئی، ہم میں تو اس کو نوکِ قلم پر لانے کا حوصلہ بھی نہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس خبر کے ساتھ ہی وہ خبریں بھی عیاں ہونے لگیں جو کمپری کے باعث اخبارات میں پہنچ نہ سکی تھیں۔ گھر میں اکیلی، غریب باریوں اور سکول و کالج کی طالبات کے ساتھ اوباشوں کی اجتماعی زیادتی کی خبریں بھی اس خبر کے ساتھ نمایاں ہو کر چھپنے لگی ہیں یہ کس تنظیم کا ایجنڈا ہے اور اس کے اسباب و عوامل کیا ہیں؟ اس پر گزارشات آئندہ سطور میں پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی فی الحال اس کے فوری حل کے بارے میں عرض ہے کہ شریعتِ مطہرہ نے اس کا جو حل تجویز فرمایا ہے وہ ہے فوری انصاف، یعنی فوری سزا کا اعلان اور علی شہود الناس یعنی سرعام اس سزا کا نفاذ، میڈیکل رپورٹ، گواہیاں، مجرم کو شک کا فائدہ دینا، اپیل دراپیل کی افسانہ طرازیوں یا سب مجرم کو بچانے کے مغربی جرم پرور (یعنی برطانوی) قانون کے حیلے ہیں کہ برطانوی قانون مجرم کو بجاتا اور اسلام جرم کی تیج کنی کے لیے مجرم کی، کسی سفارش و رعایت کے بغیر، سرکوبی چاہتا ہے۔ جب کہ دنیا میں از دیاد جرائم..... یعنی جرم کی بڑھوتی..... کے ذمہ دار وہ نام نہاد انسانی حقوق کے وہ علم بردار ہیں جو سرعام مجرم کی رسوائی پر تو اس کے حقوقِ انسانی پر شکوہ کناں ہوتے ہیں لیکن وہ مظلوم جو اس جرم کی وجہ سے عمر بھر کے لیے عزت و ناموس گنوا بیٹھتا ہے اس کے انسانی حقوق پر یہ بے حس اور ظالم تنظیمیں آنکھیں موندھ لیتی ہیں۔ انسانی حقوق کی ان نام نہاد تنظیموں کو فلسطین، کشمیر، ابوغریب جیل، کسووو، سربیا اور افغانستان میں رقصِ بھل کا تماشا دیکھتے اور انسانیت کی یہ تذلیل کرتے ہوئے ان کی حقوقِ انسانی کی حس پتا نہیں کیوں مردہ ہو جاتی ہے۔ جس طرح اپیل دراپیل اور قانونی مویشی گافیاں مجرم کو گناہ کی جرأت دیتی ہیں اس طرح فوری اور سرعام سزا معاشرے سے جرم کی جرأت ختم کر دیتی ہے۔ جن ممالک نے انسانی حقوق کے بھرے بلکہ دھوکے میں آ کر جرم کی سرعام سزا ختم کر دی ہے انھیں ممالک میں جرائم کا گراف بہت تیزی سے اوپر جانے لگ گیا ہے۔ صدیوں پیچھے جانے کی ضرورت نہیں صرف چار دہائیاں، یعنی ۱۹۸۰ء سے تھوڑا عرصہ پہلے جب جنرل ضیاء الحق رضی اللہ عنہ نے لاہور کے شاد ماں چوک میں پپو کے قاتل کو سرعام تختہ دار پر لٹکایا تھا اس کے بعد ایک عرصے تک اس جیسے جرم کا کسی کو حوصلہ نہیں ہوا۔

یہ ایجنڈا کس کا ہے؟ تو یہ بات تاریخ کا حصہ بن چکی ہے کہ صہیونیوں نے انسانوں پر تسلط اور غلبہ پانے کی جلی خواہش کے لیے جو تین اصول طے کیے تھے ان میں ایک اہم اصول فحش کا پھیلاؤ تھا اس لیے کہ فحش میں بتلا یا فحش کا عادی انسان بے غیرت ہو جاتا ہے اور حدیثِ پاک ہے کہ اذا لم تستحی فاصنع ما شئت۔ یعنی ”جب تو بے حیا ہو جائے، تو پھر جو چاہے کر۔“ اب جو طبقہ لبرل ازم کا پرچار کرتا ہے انسانی حقوق کی راگنی وہی سب سے زیادہ گاتا ہے۔ اور اس لیے انسانی حقوق کا ایشو بنا کر کبھی دنیا کو ایک گاؤں بنانے کا جھانسدے کر پرائیوٹ ٹی وی چینلز کے بے دریغ اجازت نامے جاری کرتا ہے۔ کبھی تفریح کے نام پر کیبل آ پرٹ کو کھلی چھٹی دے کر گھر گھر بے حیائی پھیلاتا اور بھارتی و دیگر غیر ملکی فلموں اور ڈراموں کو آزاد میڈیا کے نام پر دکھا کر عوام کے لاشعور میں ملی بے حسی بلکہ بے غیرتی کا سبب بنتا ہے۔ اب تہذیبِ مغرب کے ترجمان وہ سیاست دان کہاں گئے جنھوں نے نامشرف دور حکومت میں حقوقِ نسواں آرڈی نینس کو اسمبلی سے منظور کرایا اور رضا و عدم رضا کی کچ لگا کر فحش و بے حیائی کی کھلی چھٹی دینے کے کبیرہ گناہ میں شریک ہو گئے۔ کیا دینی سیاسی جماعتوں کے وہ قائدین جو اصحابِ علم اور اوراثانِ منبر و محراب میں وہ اپنے بیٹی بھائی سیاست دانوں کو فحش پر عذابِ الیم کی وعید سے آگاہ کرتے ہوئے یہ کیوں نہیں بتاتے کہ وطن عزیز میں بستیوں کا نام و نشان مٹا

دینے والے زلزلے، فصلوں کو اجاڑ دینے والے سیلاب، وطن کو تاریکیوں میں دھکیل دینے والی لوڈ شیڈنگ، خود کشیوں پہ ابھارنے والی معیشت اور ولاد کو خوف کے مارے گھروں میں دبکا دینے والی معاشرت، کہ سب عذاب الیم ہی کی صورتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یاد سے جو غفلت تنگی رزق کا باعث بنتی ہے وہ یہی ہے کہ جس انسان کو جس قدر احکام الہی کا علم ہو وہ اس سے غافل ہو جائے اور خصوصاً اصحاب علم دین جو حکومت و اپوزیشن کی شاخہائے رنگین و نازک سے منسلک ہوں ان کی ذمہ داریاں سب سے سوا ہوتی ہیں۔

واقعی سبب یہ بھاری:

لیجیٹیم تاریخ کی نامی گرامی، سیاست دانوں میں ہر فن مولا موثر ترین سیاسی شخصیت اور وطن عزیز کے میدان سیاست کے شہسوار بلکہ سپہ سالار جناب آصف علی زرداری بھی ایوان صدر سے کوچ کر گئے، رہے نام اللہ کا

ثبات اک تغیر کو ہے زمانے میں سکوں محال ہے قدرت کے کارخانے میں

جناب زرداری جب ایوان صدر سے رخصت ہوئے تو ان کے سینے یا ان کے سیاسی مستقبل پر مختلف تمنّے آویزاں تھے۔

⑤ زرداری صاحب وطن عزیز کے گیارہویں صدر تھے اور اب وہ ”سابق صدر“ کے ناطے عمر بھر خزانہ پاکستان کے میزبان سے فیض یاب ہوتے رہیں گے۔

⑥ شاید یہ پہلے صدر تھے جنہوں نے اپنی قانونی مدت صدارت پوری کی بلکہ بہت طمطراق سے پوری کی۔

⑦ پر امن انتقال اقتدار کا امتیاز بھی ان کے حصہ میں آیا۔ اور رسول حکومت کی آئینی مدت ختم ہونے پر اقتدار رسول حکومت ہی کے سپرد کرنے کا اعزاز بھی انھیں ملا۔

⑧ اپنے ہر حریف کو مقابل میں آنے سے ہر صورت روک رکھنے کی مہارت بھی انھیں کے ہاں دیکھنے میں آئی۔ کسی کو مسکراہٹ سے دور رکھا کسی کو تلملاہٹ سے تڑپایا، کسی کو ہچکچاہٹ سے قریب نہ آنے دیا اور کسی کی لچاہٹ سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔

⑨ انھوں نے تمام سیاسی جماعتوں کو انھیں کی زلفہائے دراز میں اس طرح الجھائے رکھا کہ پانچ سال وہ اپنی سیاسی گجھلکوں سے نکل ہی نہ سکیں اور وہ اپنی الجھی ڈور کو سلجھانے میں لگی رہیں۔

⑩ سیاسی جماعتوں سے ان کا وطیرہ ایسا رہا کہ جہاں جھکنا پڑا وہاں جھک گئے جہاں اپنا آپ دکھانا پڑا وہاں اس سے کام نکال لیا۔

⑪ ہر سیاست دان سے گفتگو (یعنی ڈیل) اس کے معیار کے مطابق کرتے رہے۔

⑫ بہلنے والے سیاست دانوں کو بہلاتے اور پھسلنے والے سیاست دانوں کو پھسلانے میں وہ ہمیشہ کامیاب رہے۔

⑬ مفادات کی گھات لگائے سیاسی جماعتوں کو بھی انھوں نے خوب عریاں کر دیا اور ان کی حق پرستی کو طشت از بام کر کے ان کا سر غرور اقتدار کی راہداریوں میں خم کر دیا۔

جناب زرداری چونکہ خاندانی جاگیر دار ہیں اس لیے جاگیر داروں کی جملہ صفات سے بدرجہ اتم متصف ہونے کے علاوہ انھوں نے اپنی خاندانی نسبت کی جس طرح لاج رکھی بلکہ پانچ سال تک وہ اس کی نموبھی کرتے رہے۔ وطن عزیز کے سیاسی کھلاڑیوں میں یہ ایک نادار الوجود مثال تھی۔

مذکورہ بالا تمنّے سجا کر جناب زرداری استقبالیہ بینروں اور زندہ باد کے نعروں میں جب زرداری کاٹیج..... جس کو مفاتیح نام بلاول ہاؤس دیا گیا ہے..... میں بنجیریت واپس پہنچے تو انھوں نے ایک ہی جیالانہ جملے میں مستقبل کا سیاسی پروگرام واضح کر دیا ”کہ اب میں اپنے انداز سے سیاست کر کے دکھاؤں گا۔“ اب ع آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا۔

تفسیر سورۃ الصّٰفّٰت

مولانا ارشاد الحق اثری

کے بعد جو اسے پہنچی ہو تو یقیناً ضرور کہے گا سب تکلیفیں مجھ سے دور ہو گئیں، بلاشبہ وہ یقیناً بہت پھولنے والا، بہت فخر کرنے والا ہے۔“

اس میں اشارہ ہے کہ انسان دنیا میں معمولی سے نعمت پا کر اتراتا اور گھمنڈ میں آ جاتا ہے۔ یہی مفہوم اس آیت مبارکہ کا ہے:

﴿كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لِكَبِطٌ ۖ إِنَّ رَأَاكَ اسْتَغْنَى ۖ﴾

[العلق: ۶، ۷]

”ہرگز نہیں، بے شک انسان یقیناً حد سے نکل جاتا ہے۔ اس لیے وہ اپنے آپ کو دیکھتا ہے کہ غنی ہو گیا ہے۔“

اس سے معلوم ہوا کہ ”ذوق“ کا اطلاق منہ کے ذریعے کھانے پینے پر ہی نہیں ہوتا عذاب، رحمت، نعمت بلکہ ذوق قلبی پر بھی ہوتا ہے۔ جیسے حدیث میں ہے:

((ذاق طعم الايمان من رضى بالله ربا وبالاسلام ديناً وبمحمد نبياً .))

(صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۱۵۱)

”اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا جو راضی ہوا اللہ سے کہ وہ میرا رب ہے، اسلام سے کہ وہ میرا دین ہے اور محمد (ﷺ) سے کہ وہ میرے نبی ہیں۔“

اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((ثلاث من كن فيه وجد حلاوة الايمان .))

(صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۱۶)

”تین چیزیں جس میں ہیں اس نے ایمان کی مٹھاس پالی:

۱: اللہ اور اس کا رسول اس کے نزدیک سب سے زیادہ

﴿إِنَّكُمْ لَذَائِقُو الْعَذَابِ الْأَلِيمِ ۖ وَمَا تَجْزُونَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۖ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلِصِينَ ۖ أُولَٰئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُومٌ ۖ﴾ [الصّٰفّٰت: ۳۸-۴۱]

”بلاشبہ تم یقیناً دردناک عذاب چکھنے والے ہو۔ اور تمہیں صرف اسی کا بدلہ دیا جائے گا جو تم کیا کرتے تھے۔ مگر اللہ کے خالص کیے ہوئے بندے۔ یہی لوگ ہیں جن کے لیے مقرر رزق ہے۔“

مشرکین پر فرد جرم عائد کر دینے کے بعد اب ان کے انجام سے خبردار کیا گیا کہ تم یقیناً دردناک عذاب چکھنے والے ہو۔

﴿لَذَائِقُونَ﴾ یہ اصل میں ”لَذَائِقُونَ“ ہے اضافت کی وجہ سے ”ن“ گر گیا ہے۔ اور اس کا مادہ ”ذوق“ ہے۔ جس کا معنی چکھنا اور تھوڑی سی چیز کھانا ہے۔ زیادہ مقدار میں کھانے پر اکل کا لفظ بولا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں عموماً عذاب کے لیے ”ذوق“ کا لفظ اختیار کیا گیا ہے۔ عرف میں تو یہ تھوڑا کھانے پر بولا جاتا ہے مگر اس میں معنوی کثرت کی صلاحیت بھی پائی جاتی ہے۔ عذاب کے لیے یہ لفظ عموماً اس لیے ہے کہ قلیل و کثیر ہر قسم کے عذاب کو شامل ہو۔ اور کبھی یہ لفظ رحمت کے ساتھ بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے فرمایا:

﴿وَلَيْسَ أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً﴾ [ہود: ۹]

”اور یقیناً اگر ہم انسان کو اپنی طرف سے کوئی رحمت چکھائیں۔“

نیز فرمایا:

﴿وَلَيْسَ أَذَقْنَاهُ نِعْمَاءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لِيَقُولَنَّ ذَهَبَ السَّيِّئَاتُ عَنِّي إِنَّهُ لَفَرِحَ فَخُورٌ ۖ﴾ [ہود: ۱۰]

”اور بے شک اگر ہم اسے کوئی نعمت چکھائیں کسی تکلیف

محبوب ہو۔

۲: وہ کسی سے محبت کرے تو اللہ کے لیے محبت کرے۔

۳: وہ ناپسند جانے کے میں پھر کفر کی راہ پر چل نکلوں، جیسا کہ

وہ ناپسند کرتا ہے کہ اسے آگ میں پھینک دیا جائے۔“

اس سے معلوم ہوا کہ جیسے منہ کھانے پینے سے شاد کام ہوتا ہے اسی طرح دل ایمان سے حلاوت و مٹھاس محسوس کرتا ہے۔ بلکہ ایمان کی یہ حلاوت کھانے پینے کی مٹھاس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ ہر قل (شاہ روم) نے ابوسفیان سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں جو سوالات کیے تھے ان میں ایک یہ بھی تھا: کیا ان پر ایمان لانے والوں میں سے کوئی مرتد ہوا ہے؟ ابوسفیان نے کہا: نہیں۔ ہر قل نے کہا:

”كذلك الايمان حين تخالط بشاشته

القلوب.“ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۷)

”ایمان اسی طرح ہے، جب اس کی خوشی دل میں سما جاتی ہے (تو پھر نکلتی نہیں۔)“

﴿الْعَذَابِ الْآلِيمِ﴾ دردناک عذاب۔ اَلِیم، اَلَم سے ہے جس کا معنی سخت درد ہے۔ اور الیم بمعنی مؤلم ہے، یعنی دردناک دکھ دینے والا۔ جس کا دکھ کبھی ختم نہیں ہوگا۔

﴿إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ یہ دردناک عذاب تمہارے ہی اعمال کا بدلہ ہے۔ اعمال میں عمل اعتقادی (کفر و شرک) بھی ہے اور عمل قولی و فعلی بھی ہے۔ جیسے وہ اپنے معبودوں کی بزرگی کی باتیں کرتے، ان سے مدد مانگتے، ملائکہ کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے قتل و غارت گری کرتے، لڑکیوں کو زندہ درگور کرتے۔ رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرتے، آپ ﷺ اور صحابہ کرام کو ایذا پہنچاتے تھے۔ الغرض جس طرح عمل کا اطلاق ایمان پر ہوتا ہے، اسی طرح عمل کا اطلاق کفر و شرک پر بھی ہوتا ہے۔ اہل ایمان کے بارے میں فرمایا گیا ہے:

﴿وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ

تَعْمَلُونَ﴾ [الزحرف: ۷۲]

”اور یہی وہ جنت ہے جس کے تم وارث بنائے گئے ہو، اس

کی وجہ سے جو تم عمل کرتے تھے۔“

یہاں بھی عمل سے قلبی ایمان اور اعمال صالحہ سب مراد ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: ”ای العمل افضل“ ”کون سا عمل افضل ہے؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ((ایمان باللہ ورسولہ۔)) ”اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ سب سے افضل عمل ہے۔“ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۲۶)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اسی بنا پر باب قائم کیا ہے: ”من قال ان الايمان هو العمل“ یعنی باب ہے اس کے بیان میں جس نے کہا کہ ایمان عمل ہے۔

یہاں بھی کفار کے اعمال میں ان کا کفر و شرک اول و اہلہ میں شامل ہے۔

یہ آیت من جملہ ان دلائل میں سے ایک دلیل ہے کہ کفار احکام شریعت کے مخاطب ہیں۔ جیسے انھیں ایمان کی دعوت ہے اعمالِ حسنہ کی بھی دعوت ہے مگر انھوں نے ایمان کی جگہ کفر و شرک اور اعمالِ صالحہ کی بجائے اعمالِ سیدہ اختیار کیے۔ جنم انھی اعمال کا نتیجہ ہے۔

سیرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا نفرنس

احبابِ جماعت کے علم میں یہ بات لائی جا رہی ہے کہ چک نمبر ۴۲۲ کو تحصیل تانڈلیا نوالہ ضلع فیصل آباد کی سالانہ سیرت امام اعظم محمد رسول اللہ ﷺ کا نفرنس ہر سال اکتوبر میں منعقد ہوا کرتی تھی۔ اب یہ کا نفرنس ماہ مارچ میں منعقد ہوا کرے گی۔

امید ہے احباب حسب معمول کا نفرنس کے لیے اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں گے، جزاکم اللہ خیراً۔

عبداللہ سندھو، عبدالغفار انصاری، محمد ایوب ساقی

جامع مسجد نجم اہل حدیث، احاطہ تھانے دار، لاہور

اربعین اعتقادی

درس
حدیث

۷

فرائد الفوائد في جمع الأربعين من أحاديث العقائد

فوائد:

۱: تمثیل سے مراد یہ عقیدہ رکھنا کہ جو صفات ثابت ہیں وہ مخلوق کی صفات کے ہم مثل ہیں یا مثال کے طور پر بشری صفت بیان کر کے اس پر صفات باری تعالیٰ کو قیاس کرنا۔ یہ عقیدہ باطل ہے اس پر باب میں مذکور آیت کریمہ شاہد ہے کہ اس جیسی کوئی چیز نہیں ہے، نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے مثالیں بیان کرنے سے منع فرمایا ہے۔

۲: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ صفات کے باب میں اہل سنت والجماعت کا اصل الاصول ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں نفی اور اثبات کو جمع کیا ہے، اس نے اپنے آپ سے مثلیت کی نفی کی ہے اور اپنے لیے سمع و بصر کا اثبات فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مذہب حق نہ مطلق طور پر صفات کی نفی کرنا ہے جیسا کہ معطلہ کا موقف ہے اور نہ ہی مطلق طور پر ان کو ثابت ہے جیسا کہ مسئلہ کا موقف ہے بلکہ صفات کو بلا تمثیل ثابت کرنا ہی مذہب برحق ہے۔ اس آیت مبارکہ کو بطور قانون و ضابطہ کے تمام صفات کے بیان میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

۳: اس آیت وحدیث سے اللہ تعالیٰ کی دو ذاتی صفات سمع اور بصر کا اثبات ہو رہا ہے۔ سمع، اللہ کی ایسی صفت ہے جس کا معنی ہے کہ وہ تمام مخفی سے مخفی آوازوں کو بھی سننے والا ہے۔ اللہ کا سننا اس طرح ہے جس طرح اس کی شان کو لائق ہے۔ بصیر کا معنی تمام مریات، خواہ جتنی بھی باریک اور پوشیدہ ہوں ان کو دیکھنے والا ہے۔ یہ صفت اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہے جس طرح اس کی جلالت شان کے لائق ہے۔ (باقی صفحہ نمبر ۸ پر ملاحظہ کیجیے)

باب: اثبات الأسماء والصفات بلا تمثيل،
وقول الله تعالى:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾

[الشورى: ۱۱]

وقال تعالى:

﴿فَلَا تَضْرِبُوا لِلَّهِ الْأَمْثَالَ﴾ [النحل: ۷۴]

۱۱: عن أبي موسى الأشعري قال: كنا مع النبي ﷺ في سفر فكنّا إذا علونا كبرنا فقال: ((اربعوا على أنفسكم فإنكم لا تدعون أصم ولا غائباً تدعون سميعاً بصيراً قريبا.))

الحديث (صحيح بخاري، رقم الحديث: ۷۳۸۶)

بغیر تمثیل کے اسماء و صفات کو ثابت کرنا:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

”اس کی مثل کوئی چیز نہیں ہے، وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔“

دوسرے مقام پر فرمایا:

”تم اللہ کے لیے مثالیں نہ بیان کیا کرو۔“

۱۱: ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ ہم ایک سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب ہم کسی پہاڑ کی بلندی پر چڑھتے تو بلند آواز سے اللہ اکبر کہتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگو! اپنے اوپر نرمی کرو تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے بلکہ تم تو بہت سننے والے، دیکھنے والے اور قریب رہنے والے کو پکارتے ہو۔“

﴿بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ﴾ کا معنی اور شان نزول

﴿بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ﴾ کا معنی اور شان نزول

مولانا مفتی محمد عبید اللہ خاں عقیف رحمۃ اللہ علیہ (بانی جامع مسجد امۃ العزیز اہل حدیث، رحمت ٹاؤن، فیصل آباد)

رسول اللہ ﷺ فکیف بتجار قریش الذین یختلفون بین مکة والمدینة والشام وبيت المقدس ولهم بیوت معلومة على الطريق فکیف یستأذنون ویسلمون ولیس فیها سکان فرخص الله فی ذلك فقال لیس علیکم جناح إلخ . (تفسیر ابن ابی حاتم: ۳۳۵ / ۶، تفسیر ابن جریر طبری: ۲۴۹ / ۱۷ و تفسیر لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف بالخازن: ۳۹۳ / ۳، تفسیر ابن کثیر: ۲۹ / ۳)

”حضرت ابوبکر صدیق بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ استیذان (اجازت طلب کرنے) کی آیات نازل ہوئیں۔ جن میں بغیر اجازت کسی مکان میں داخل ہونے کی ممانعت بیان ہوئی تھی۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ اس ممانعت کے بعد قریش کے تجارت پیشہ لوگ کیا کریں گے کیونکہ مکہ، مدینہ، شام اور بیت المقدس تک ان کے تجارتی سفر ہوتے ہیں۔ اور اس راستے میں جا بجا ان کے لیے مسافر خانے بنے ہوتے ہیں۔ دوران سفر تا جہر لوگ ان مسافر خانوں میں قیام کرتے ہیں۔ ان میں مستقل رہنے والا کوئی نہیں ہوتا تو وہاں استیذان کی کیا صورت ہوگی؟ اجازت کس سے حاصل کی جائے گی؟ اس پر آیت مذکورہ نازل ہوئی۔“

قیل ان هذه البيوت هي الخانات والمنازل

﴿بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ﴾ [النور: ۲۹] کا معنی اور شان نزول

سوال: قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ

مَسْكُونَةٍ﴾ [النور: ۲۹]

اس آیت شریفہ کا شان نزول کیا ہے اور ﴿بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ﴾ سے کون سے گھر اور مکانات مراد ہیں؟

جواب: پوری آیت یوں ہے:

﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ

مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا

تَكْتُمُونَ﴾ [النور: ۲۹]

یعنی جس مکان میں تمہارا اسباب دھرا ہو، وہاں کوئی رہتا نہ ہو اس میں (بے اذن لیے) جانا تم پر کوئی گناہ نہیں اور جو تم کھل کر کرتے ہو اور جو چھپا کر کرتے ہو اللہ (سب) جانتا ہے۔

یہ آیت شریفہ ان ہوٹلوں، سرائوں، دکانوں، کارخانوں اور مہمان خانوں میں بلا اجازت داخل ہونے کے جواز پر دلیل ہے جو عام شاہراؤں اور راستوں پر مہمانوں اور تاجروں کے لیے بنائے گئے ہوں اور ان میں کوئی مستقل رہنے والا نہ ہو۔ یہ آیت اُچی کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

شیخ الاسلام امام عبدالرحمن بن ابی حاتم محمد بن ادیس رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۲۸ھ) اس کی شان نزول پر روشنی ڈالتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:

قال ابوبکر بن ابی قحافه رضى الله عنهما يا

المبينة للسبلة لياودا اليها وبووا متعهم .

يجوز دخولها بغير اذن . (الحازن : ۳ / ۳۹۳)

”غیر آباد گھروں سے مراد وہ مکانات، ہوٹل، سرائیں اور

خانقاہیں ہیں جو تجارتی شاہراؤں پر مسافروں کے لیے

بنائے گئے ہوں۔“

اس شان نزول کے واقعے سے پتا چلا کہ اس آیت میں بیوت غیر مسکونہ سے وہ مقامات اور مکانات مراد ہیں جو کسی کاص فرد اور قوم کے لیے رہائش گاہ نہیں بلکہ افراد قوم کو عام اجازت وہاں جانے، ٹھہرنے اور استعمال کرنے کی ہے۔ جیسے وہ مسافر خانے جو شہروں اور جنگلوں میں اسی غرض کے لیے بنائے گئے ہوں۔ اور بائشراک علت عام مسجدیں، خانقاہیں، دینی مدارس، ہسپتال، ڈاک خانہ، ریلوے اسٹیشن، ہوائی جہازوں کے مستقر اور قومی تقریبات اور تفریحات کے لیے جو مکانات بنائے گئے ہوں۔ غرض رفاہ عامہ کے سب ادارے اسی حکم میں ہیں کہ وہاں ہر شخص بلا اجازت جاسکتا ہے۔

مسئلہ:..... رفاہ عامہ کے اداروں جس مقام پر اس کے مالکان یا متولیوں کی طرف سے داخلہ کے لیے شرائط اور پابندیاں ہوں ان کی پابندی شرعاً واجب ہے، مثلاً ریلوے اسٹیشن پر اگر بغیر پلیٹ فارم کے جانے کی محکمہ کی طرف سے اجازت نہ ہو تو پلیٹ فارم حاصل کرنا ضروری ہے اور اس کی خلاف ورزی ناجائز ہے۔ ہوائی اڈے کے جس حصے میں جانے کی محکمہ کی طرف سے اجازت نہ ہو، وہاں بغیر اجازت کے جانا شرعاً جائز نہیں۔

مسئلہ:..... اسی طرح مساجد میں، مدارس میں، خانقاہوں اور ہسپتالوں میں جو کمرے وہاں کے منتظمین یا دوسرے لوگوں کی رہائش کے لیے مخصوص ہوں جیسے مساجد، مدارس اور خانقاہوں کے خاص حجرے، یا ریلوے، ہوائی اڈے اور ہسپتالوں کے دفاتر اور مخصوص کمرے جو ریاضوں یا دوسرے لوگوں کی رہائش گاہ ہیں، وہ بیوت غیر مسکونہ (غیر آباد گھر) کے حکم میں نہیں بلکہ بیوت مسکونہ (آباد گھر) کے

حکم میں ان میں بغیر اجازت جانا شرعاً ممنوع اور گناہ ہے۔

(معارف القرآن: ۳۹۳/۷: ۳۹۴)

یہ ہے اس آیت کا شان نزول اور اس کے احکام کی تفصیل۔ اللہ تعالیٰ اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

ٹیلی فون کے بعض مسائل

سوال: ٹیلی فون کے آداب اور مسائل پر روشنی ڈال کر شکرِ یے کا موقع عنایت فرمائیں۔ ٹیلی فون کب کرنا چاہیے اور کب نہیں کرنا چاہیے؟ کیا ہر ایک فون کال سننا ضروری ہے؟

(اسماعیل خان بن محمد حسین خان، فیصل آباد)

جواب: یہ تو معلوم ہے کہ استیذان (اندر آنے کی اجازت طلب کرنا) کے احکام شرعیہ کا اصل مقصد لوگوں کی ایذا رسانی سے باز رہنا اور حسن معاشرت کے آداب سکھانا ہے۔ لہذا اشتراک علت سے ٹیلی فون اور موبائل کے درج ذیل چند مسائل کے حکم کا علم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ (۱):..... کسی شخص کو ایسے وقت موبائل پر مخاطب کرنا جو عادتاً اس کے سونے کا یا دوسری مصروفیات یا نماز میں مشغولیت کا وقت ہو تو کسی سخت ضرورت کے بغیر اس کو کال کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ اس میں وہی ایذا رسانی ہے جو کسی کے گھر میں اجازت لیے بغیر داخل ہونے اور اس کی آزادی میں خلل ڈالنے سے ہوتی ہے۔

مسئلہ (۲):..... یہ بھی معلوم ہو کہ جس شخص سے موبائل پر بات چیت اکثر ہو تو بہتر یہ ہے کہ اس سے پوچھ لیا جائے کہ آپ کو موبائل پر بات کرنے کے لیے کس وقت سہولت میسر ہوتی ہے۔ پھر اس کے بتائے ہوئے وقت کی پابندی کرے۔

مسئلہ (۳):..... موبائل پر اگر لمبی بات چیت کرنا مطلوب ہو تو پہلے مخاطب سے دریافت کر لیا جائے کہ آپ کو کچھ فراغت ہو تو میں اپنی بات شروع کروں۔ کیونکہ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ موبائل کی گھنٹی بجنے پر آدمی طبعاً مجبور ہوتا ہے کہ وہ فوراً معلوم کرے کہ کون ہے اور کیا کہنا چاہتا ہے۔ اس لیے وہ نہایت ضروری کام میں مشغولیت کو چھوڑ کر

ضرورت رشتہ

عمر ۴۶ برس، تعلیم میٹرک، ذاتی کاروبار، ذاتی رہائش
لاہور، پہلی بیوی فوت، ۴ بچے موجود، کے لیے اہل حدیث
خاندان سے لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

رابطہ

سیف اللہ غازی

فون نمبر: 0300-4061185

فون کال سنتا ہے۔ اس صورت میں اگر بات کرنے والا بے رحم ہو کر
طویل گفتگو کرنے لگے تو مخاطب کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔

مسئلہ (۴):..... بعض لوگ موبائل کی گھنٹی بجتی رہتی ہے اور کوئی
پرہیز نہیں کرتے۔ اور یہ دریافت کرنے کی کوشش نہیں کرتے کہ کال
کرنے والا کون ہے اور کیا کہنا چاہتا ہے۔ مخاطب کی یہ لاپرواہی
اخلاقی حسنہ کے خلاف اور کال کرنے والے کی حق تلفی ہے۔ جیسے
حدیث میں آیا ہے:

((ان لزورك عليك حقا.)) (صحیح بخاری)

یعنی جو شخص آپ کی ملاقات کے لیے آئے، اس کا آپ پر حق
ہے کہ اس کے ساتھ بات کرو۔ اور بلاوجہ ملاقات سے انکار نہ کرو۔
اسی طرح جو آدمی آپ سے موبائل پر بات کرنے کا خواہاں ہے یہ اس
کا حق ہے کہ آپ اس کی بات سن کر اس کا جواب دیں۔

بقیہ: اربعین اعتقادی

- ۴: اس حدیث سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔
- ۵: کسی بلندی پر چڑھتے وقت تکبیر پڑھنا مسنون ہے۔ اس سے رب ذوالجلال کی کبریائی ظاہر ہو رہی ہے۔
- ۶: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی پوشیدہ آواز بھی اسی طرح سنتا ہے جس طرح اونچی آواز سنتا ہے۔ اور مخفی اشیاء کو اسی طرح دیکھتا ہے جس طرح ظاہر چیز کو دیکھتا ہے۔
- ۷: رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم صفات باری تعالیٰ کے بارے نصوص کے ظاہری معنی پر ایمان رکھتے تھے اور ان کی تاویل نہیں کرتے تھے۔ اس لیے صفات میں تاویل و تعطیل کا راستہ اختیار کرنا منہج نبوی اور طریقہ سلف سے انحراف اور گمراہی ہے۔
- ۸: سفر ہو یا حضر، ہر حال میں خیر خواہی اور راہنمائی کا فریضہ انجام دینا چاہیے۔
- ۹: حدیث بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات ”سمیع و بصیر“ کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ اس سے معتزلہ اور اشاعرہ کا رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ سمع کے بغیر سمیع اور بصر کے بغیر بصیر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے ایسی چیزوں کا ثابت کرنا اس کی شان کے منافی ہے۔ اور اشاعرہ کہتے ہیں کہ سننے سے مراد مسموعات کا علم اور دیکھنے سے مراد مبصرات کا علم ہے۔ ان دونوں باطل فرقوں کا عقیدہ باطل پر مبنی ہے۔
- ۱۰: اللہ تعالیٰ علم و قدرت کے اعتبار سے قریب ہے۔ ذات کے اعتبار سے عرش پر مستوی ہے۔ وحدۃ الوجود اور حلول کے قائل لوگوں کا عقیدہ غلط ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ بذات خود موجود ہے۔

نعوذ باللہ من هذه العقيدة الباطلة .

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت اور اسلوب

میاں محمد جمیل، کنویر تحریک دعوت توحید پاکستان

اس عہد کو نمازی پانچ وقت تشہد کی زبان میں دہراتا ہے:
(التحیات لله والصلوات والطیبات))

(صحیح بخاری)

”تمام قولی، فعلی اور مالی عبادات اللہ کے لیے ہیں۔“
﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ ۝ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ
الْمُسْلِمِينَ ۝﴾ [الانعام: ۱۶۲، ۱۶۳]
”کہہ دیجیے! یقیناً میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور
میری موت اللہ رب العالمین کے لیے ہے، اس کا کوئی
شریک نہیں مجھے یہی حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے
تابع دار ہونے والا ہوں۔“

قرآن مجید نے عبادت کا وسیع تر معنی پیش کیا ہے جس کا مفہوم یہ
ہے کہ آدمی منڈی اور بازار میں ہو تو امانت و دیانت کا نمونہ بن جائے،
کسی کے ہاں مزدور اور خدمت گزار ہو تو وفاداری کا پیکر ہو جائے،
حکمران ہو یا کوئی ذمہ داری اٹھائے تو قوم کا خادم اور مالک حقیقی کا غلام
بن کر رہے غرض زندگی کا ایک ایک لمحہ اور شعبہ رب کی غلامی
اور اطاعت کے لیے وقف کر دینا عبادت کا مقصد ہے۔ جس کے لیے
نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج مقرر کیے گئے ہیں تاکہ مسلمان ان سے تربیت
پائے اور ایک طرف اپنے رب کی بندگی کرے اور دوسری طرف اس
کی مخلوق کی خدمت میں لگا رہے۔ یہی انسان کی تخلیق کا مقصد ہے۔
عبادت کا معنی:

(۱) غلام ہونا۔ (۲) بندگی (اطاعت) کرنا۔ (۳) حکم ماننا۔

عبادت بمعنی غلامی:

﴿ثُمَّ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ وَأَخَاهُ هَارُونَ بِآيَاتِنَا وَسُلْطٰنٍ

﴿وَإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ
ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝﴾

[العنکبوت: ۱۶]

”اور ابراہیم نے جب اپنی قوم سے فرمایا کہ اللہ کی عبادت
کرو اور اس سے ڈرو اگر تم حقیقت سمجھتے ہو تو یہ تمہارے لیے
بہتر ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے جتنے انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث فرمائے انھیں یہی حکم
صادر فرمایا کہ وہ لوگوں کو اللہ کی عبادت پر لگائیں۔ [الانبیاء: ۲۵]
کیونکہ یہی ہر انسان کی تخلیق کا مقصد ہے۔ [الذاریات: ۵۶] اور
مسلمان کا ہر عمل اسی کے لیے ہونا چاہیے، اسی بنا پر تمام انبیاء نے اپنی
دعوت کا آغاز ان الفاظ سے کیا کہ لوگو! اللہ کی عبادت کرو اور
اس کی نافرمانی سے بچو۔ اسی سے جناب ابراہیم علیہ السلام نے اپنی دعوت کا
آغاز فرمایا۔

اکثر اہل علم نے عبادت کا معنی تذلل یعنی نہایت عاجزی کے
ساتھ اللہ تعالیٰ کی پرستش کرنا بیان کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ
عبادت میں عاجزی اور انتہا درجے کی انکساری ضروری ہے کہ آدمی
اللہ کے حضور قیام کرے تو نا صرف زبان سے اقرار کرے بلکہ اس کا
پورا وجود گواہی دے کہ تیرے حضور عاجز اور بے بس ہوں، جمین نیاز
جھکائے تو اپنے آپ کو عجز و انکساری کی انتہا تک لے جائے گویا کہ وہ
پستی کے سمندر میں ڈوب چکا ہے، زبان جنبش کرے تو اس کی حمد و ثنا
کے گیت گائے، دست سوال دراز کرے تو سراپا التجا بن جائے، مال
خرچ کرے تو اس عاجزی کے ساتھ کہ میں مالک کی ملک ہی واپس کر
رہا ہوں نہ میرا مال ہے اور نہ میرا کمال ہے۔

”اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کرتے ہیں جو نہ نفع دے سکتے ہیں اور نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور وہ کہتے ہیں ہم ان کی عبادت اس لیے کرتے ہیں یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔“

﴿..... مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى﴾

[الزمر: ۳]

”جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا ولی بنا رکھا ہے وہ کہتے ہیں: ہم ان کی عبادت اس لیے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیتے ہیں۔“

قیامت کے دن ان لوگوں کو شیطان کی عبادت کرنے والوں میں شریک کر کے ان الفاظ سے مخاطب کیا جائے گا:

﴿الْمَ اعْهَدْ إِلَىٰكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ﴾ [یس: ۶۰]

”اے آدم کی اولاد! کیا میں نے تم کو تاکید نہیں کی تھی کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔“

میدان تبلیغ کا بنیادی اصول:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاطٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾ [تحریم: ۶]

”اے ایمان والو اپنے آپ اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوں گے، جس پر نہایت تند خواہ اور سخت گیر فرشتے مقرر کیے گئے ہیں وہ کبھی اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم انہیں دیا جاتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔“

﴿..... وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ مُصَدِّقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَهُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ﴾ [الانعام: ۹۲]

مُتَّبِعِينَ ۝ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا عَالِينَ ۝ فَقَالُوا أَنْتُمْ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عَابِدُونَ ۝﴾ [المؤمنون: ۴۵-۴۷]

”پھر ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون کو اپنے دلائل اور معجزات دے کے فرعون اور اس کے ساتھیوں کے پاس بھیجا مگر انہوں نے تکبر کیا کیونکہ وہ سرکش لوگ تھے۔ کہنے لگے کیا ہم اپنے جیسے دو آدمیوں کی پیروی کریں جب کہ ان کی قوم ہماری عابد (غلام) ہے۔“

موسیٰ علیہ السلام نے جواباً ارشاد فرمایا کہ کیا جوٹو نے مجھ پر نیکی کی ہے اس کا یہ معنی ہے کہ تو میری قوم کو غلام بنا لے:

﴿وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدتَ بَنِي إِسْرَائِيلَ﴾ [الشعراء: ۲۲]

”کیا میری ذات پر احسان کا مطلب یہ ہے کہ تو میری پوری قوم بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھے۔“

یہاں دونوں مقامات پر عبادت بمعنی غلامی استعمال کیا گیا ہے۔

عبادت بمعنی اطاعت: عبادت کا دوسرا معنی یہ ہے کہ کسی کے مقام اور احترام کی وجہ سے اس کی پیروی کرنا اور اسے شریعت کے بارے میں باختیار سمجھنا:

﴿اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهَبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَهًا وَاحِدًا﴾ [التوبہ: ۳۱]

”انہوں نے علما اور پیروں فقیروں کو اللہ کی بجائے اپنا رب بنا لیا اور اسی طرح عیسائیوں نے عیسیٰ کو رب بنا لیا حالانکہ انہیں ایک الہ کے علاوہ کسی کی عبادت کا حکم نہیں دیا گیا۔“

عبادت بمعنی عبادت:

﴿..... وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ﴾

[یونس: ۱۸]

”اور یہ ایک کتاب ہے جو ہم نے نازل کی بڑی برکت والی ہے اس کی تصدیق کرنے والی جو اس سے پہلے ہے اور تاکہ آپ بستیوں کے مرکز اور اس کے ارد گرد لوگوں کو ڈرائیں اور جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے باپ سے خطاب:

﴿وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا إِذْ قَالَ لِلَّهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَنِ عَصِيًّا يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِنَ الرَّحْمَنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ أَتَيْتَ آلَ إِبْرَاهِيمَ لِيُنْفِكُنَّ لِي لَمْ تَنْتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا قَالَ سَلِمْتُ عَلَيْكَ سَأَسْتَغْفِرُكَ رَبِّي إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا وَاعْتَزِلْهُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَأَدْعُوا رَبِّي عَسَىٰ أَلَا أَكُونَ بِدُعَاءِ رَبِّي شَقِيًّا فَلَمَّا اعْتَزَلْتَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا وَهَبْنَا لَهُمْ مِنْ رَحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيمًا﴾ [مریم: ۴۱-۵۰]

”اے نبی! اس کتاب میں ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ بیان کریں، بے شک وہ راست باز انسان اور نبی تھے۔ جب اس نے اپنے باپ سے کہا: ابا جان! آپ کیوں ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ سنتی ہیں اور نہ دیکھ سکتی ہیں اور نہ ہی آپ کے کام آسکتی ہیں۔ ابا جان! میرے پاس ایسا علم آیا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا، آپ میری بات مانیں (اتباع کریں) میں آپ کو ٹھیک راہ بتاؤں گا۔ اے ابا جان! آپ

شیطان کی بندگی نہ کریں، شیطان تو رب کا نافرمان ہے۔ اے ابا جان! مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ رحمان کے عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں اور شیطان کے ساتھی نہ بن جائیں۔ اے ابراہیم علیہ السلام! کیا تو میرے معبودوں سے پھر گیا ہے؟ اگر تو ایسی تبلیغ سے باز نہ آیا تو میں تجھے پتھر مار مار کر جان سے مار دوں گا، پس تم ہمیشہ کے لیے مجھ سے دور ہو جاؤ۔ ابراہیم نے کہا: آپ کو سلام ہو میں اپنے رب سے دعا کروں گا کہ آپ کو بخش دے، میرا رب مجھ پر بڑا ہی مہربان ہے۔ میں آپ لوگوں کو چھوڑتا ہوں اور ان کو بھی جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، میں اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں، امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر محروم نہیں ہوں گا۔ جب ابراہیم ان سے اور ان کے معبودانِ باطل سے الگ ہو گئے تو ہم نے اسے اسحاق اور یعقوب جیسی اولاد سے نوازا اور ہر ایک کو نبی بنایا۔ ان کو اپنی رحمت سے نوازا اور ان کو نیک نامی عطا فرمائی۔“

پہلے مرحلے میں صرف اپنے والد گرامی کو مخاطب کیا، اس کے بعد اپنے باپ کے ساتھ قوم کو بھی خطاب فرمایا:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے باپ اور قوم کو مشترکہ خطاب:

حضرت علیہ السلام کی تحریک قدم بہ قدم آخری مرحلے میں داخل ہو رہی ہے آپ نے فرمایا: اے میری قوم! ایک اللہ سے ڈرو اسی ایک کی عبادت اور اس کی اطاعت میں زندگی کھاؤ جس میں یہ اوصاف پائے جاتے ہیں:

﴿وَابْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ إِفْكًا إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِنْدَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾ [العنکبوت: ۱۶، ۱۷]

”اور جب ابراہیم نے اپنی قوم سے خطاب فرمایا کہ اللہ سے

”قوم نے جواب دیا ہم بتوں (پتھر، اینٹ، لکڑی کے بنے ہوؤں) کی عبادت کرتے ہیں پھر انہی کے سامنے ہم اعتکاف (مراقبے) کرتے ہیں۔“

قوم سے سوال:

﴿قَالَ هَلْ يَسْبَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ ۖ أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ ۖ﴾ [الشعراء: ۷۲، ۷۳]

”فرمایا کیا یہ تمہاری بات سنتے ہیں جب ان کو پکارتے ہو؟ یا تم کو نفع اور نقصان پہنچاتے ہیں؟“

﴿قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَلِكَ يَفْعَلُونَ ۖ﴾

[الشعراء: ۷۴]

”انہوں نے کہا ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے ہوئے پایا ہے۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خطاب:

﴿قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۖ أَنْتُمْ وَأَبَاؤُكُمْ الْأَقْدَمُونَ ۖ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ ۖ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ۖ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ۖ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ۖ وَالَّذِي يُسَيِّئُ شَأْنِي يُحْيِينِ ۖ وَالَّذِي أُطْعِمَ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ﴾ [الشعراء: ۷۵-۸۱]

”کیا تم نے کبھی غور کیا کہ جن کی عبادت کرتے ہو۔ تم بھی اور تمہارے بزرگ میرے دشمن ہیں سوائے رب العالمین کے۔ اس ایک اللہ نے مجھے پیدا فرمایا اور پھر ہدایت بخشی۔ وہی مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے۔ وہی مجھے موت دے گا اور وہی مجھے دوبارہ زندہ کرے گا۔ اسی سے میں امید کرتا ہوں کہ وہ قیامت کے دن میری خطاؤں کو معاف فرمائے گا۔“

موحد کا مودب ہونا لازم ہے:

ایک مسلمان کے لیے لازم ہے کہ وہ شریعت کے مطابق اپنے

ڈرو! اور اسی ایک کی عبادت کرو اگر تم اس حقیقت کو جان جاؤ تو یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ تم اللہ کو چھوڑ کر جن کو پوج رہے ہو، وہ تو صرف بت ہیں اور یہ تم جھوٹ بنائے ہوئے ہو۔ جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ تمہیں رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے، اس لیے اللہ ہی سے رزق مانگو، اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکریہ ادا کرتے رہو، اسی کی طرف تم نے پلٹ کر جانا ہے۔“

﴿.....﴾ [إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ ۖ قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَمَا لَهَا عَابِدِينَ ۖ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ أَنْتُمْ وَأَبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۖ قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنْتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ ۖ قَالَ بَلْ رَبُّكُمْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ وَأَنَا عَلَىٰ ذِكْرِكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۖ﴾

[الانبیاء: ۵۲-۵۶]

”جب ابراہیم نے اپنے باپ اور قوم کو فرمایا کہ یہ مجھے کیسے ہیں جن کے سامنے تم جھکے جا رہے ہو انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے اسی طرح اپنے آباء و اجداد کو ان کی عبادت کرتے ہوئے پایا ہے۔ فرمایا تم بھی بھٹک چکے ہو اور تمہارے باپ دادا بھی بھٹک گئے تھے۔ کہنے لگے کیا ٹو بیج کہہ رہا ہے؟ یا ہمارے ساتھ شغل کرتا ہے۔ فرمایا: واقعاً تمہارا رب وہی ہے جو زمین و آسمان کا رب ہے جس نے سب کو پیدا کیا ہے۔ میں تمہارے سامنے اس کی گواہی دیتا ہوں۔“

﴿.....﴾ [وَآتَىٰ عَلَيْهِمْ نَبَأًا ۖ إِبْرَاهِيمَ ۖ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ۖ﴾ [الشعراء: ۷۰، ۶۹]

”اور انہیں ابراہیم کا واقعہ سنائیں جب انہوں نے اپنے باپ اور قوم سے پوچھا کہ جن کو تم پوجتے ہو ان کی کیا حقیقت ہے؟“

﴿.....﴾ [قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَنْظِلُّ لَهَا عَاكِفِينَ ۖ﴾

[الشعراء: ۷۱]

”یہ کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ زمین والوں کے ساتھ کوئی برامعاملہ کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے رب نے بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے۔ ہم سے کچھ جنت نیک ہیں اور دوسرے برے ہیں اور ہم مختلف طریقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام جلال میں آتے ہیں:

طویل عرصہ تک سمجھانے کے باوجود جب قوم سمجھنے کے لیے تیار نہ ہوئی تو ابراہیم علیہ السلام نے سوچا کہ اگر دلائل ان کی سمجھ میں نہیں آ رہے اور یہ اپنی ہٹ دھرمی پر ڈٹے ہوئے ہیں اور صورتوں پر مرے جا رہے ہیں تو طبیعت میں غیرت آئی کہ اب ان کے معبودوں کی عملی طور پر خبر لینی چاہیے، تب ڈنکے کی چوٹ فرمایا کہ اللہ کی قسم! اب یہ مجھے میرے لیے ناقابل برداشت ہو گئے ہیں:

﴿وَتَاللّٰهِ لَا يَكِيْدَنَّ اَصْنَامُكُمْ بَعْدَ اَنْ تَوَلَّوْا

مُذَبِّرِيْنَ۝﴾ [الانبیاء: ۵۷]

”اور اللہ کی قسم میں تمہاری غیر موجودگی میں تمہارے بتوں کی ضرور خبر لوں گا۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام بار بار اپنی قوم کو ہوش میں لانے کی کوشش کرتے ہیں شاید ان کی مردہ بصیرت میں کچھ زندگی پیدا ہو جائے اور ان کے غور و فکر کے دریچے کھل جائیں لیکن وہ ہیں کہ ضد پہ ضد کیے جا رہے ہیں، اتفاق کی بات دیکھیے اسی کشمکش میں قوم کا قومی تہوار آتا ہے۔ مشرک قوم ایسے میلوں میں نہ صرف خود جاتی ہے بلکہ ہر کسی کو ایسی خرافات میں دیکھنا پسند کرتی ہے اسی شوق غلیظ کی بنا پر انہوں نے جناب ابراہیم علیہ السلام کو دعوت دی۔ آئیں آپ بھی قومی میلے میں چلیں، لیکن انہیں کیا خبر کہ ابراہیم علیہ السلام ایسی خرافات کو مٹانے کے لیے دن رات بیچ و تاب کھا رہے ہیں ارشاد فرمایا:

﴿فَنَظَرَ نَظْرَةً فِی النُّجُوْمِ۝ فَقَالَ اِنِّیْ سَقِیْمٌ۝﴾

[الصفت: ۸۸، ۸۹]

”تاروں کی طرف دیکھا اور کہا میں بیمار ہوں۔“

اس جملے کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں ہو سکتا ہے کہ وہ کچھ بیمار ہوں یا

سے بڑے کا ادب کرے خاص طور پر سرور دو عالم ﷺ اور ذات باری تعالیٰ کا سب سے زیادہ ادب کرنا ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ لیکن مسلمانوں کی اکثریت کا عالم یہ ہے کہ وہ بزرگوں کا ادب نبی ﷺ سے اور نبی ﷺ کا ادب رب کریم سے زیادہ کرتے ہیں اسی طرح کچھ موحدين کے بارے میں شکایت ہے کہ وہ غیرت توحید میں آ کر بزرگوں کے بارے میں ادب کا دامن چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ دین کی تعلیم یہ ہے کہ غلو سے بچ کر اور حفظ مراتب کا خیال رکھتے ہوئے ہر شخص کا احترام کیا جائے بالخصوص نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کا ادب کرنا ہمارے ایمان کا حصہ ہے اور سب سے بڑھ کر خالق کائنات کا ادب کرنا فرض ہے:

﴿مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا۝﴾ [نوح: ۱۳]

”تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کے وقار کا خیال نہیں رکھتے؟“

غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی گفتگو میں کس قدر ادب پایا جاتا ہے۔

حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے بیماری کی نسبت اپنی طرف اور صحت کی نسبت اپنے رب کی طرف کی ہے حالانکہ بیماری اور تندرستی اللہ کے ہی اختیار میں ہے یہی ادب اہل ایمان کو سورہ فاتحہ میں سکھایا گیا ہے انعام اور ہدایت کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اور ضلالت و گمراہی بندے کی طرف منسوب کی گئی ہے:

﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ

عَلَيْهِمْ۝ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ۝﴾ (آمین)

[الفاتحہ: ۷، ۶]

”ہمیں سیدھا راستہ دکھا ان لوگوں کا راستہ جن پر تُو نے

انعام فرمایا جو نہ مغضوب ہوئے اور جو نہ گمراہ ہوئے۔“

سورہ جن میں مومن جن اپنی گفتگو میں اسی ادب کو ملحوظ رکھتے ہیں:

﴿وَاَنَّا لَا نَدْرٰی اَشْرٰۤا رٰیَدَ بَیِّنٍ فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ

بَهُمْ رُبُّهُمْۚ رَشَدًاۚ وَاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ

ذٰلِكَ کُنَّا طَرَائِقَ قِدَدًا۝﴾ [الحج: ۱۱، ۱۰]

ذہانت کا مظاہرہ فرمایا:

﴿فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا إِلَّا كَبِيرًا لَهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ

يَرْجِعُونَ﴾ [الانبیاء: ۵۸]

”پھر بتوں کو توڑ پھوڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا مگر بڑے کو چھوڑ دیا تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں۔“

یاد رہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنے دور کے تمام لوگوں سے ذہین اور سب سے بڑھ کر دانش ور تھے یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی دعوت اس انداز میں پیش کرتے کہ ان کا بڑے سے بڑا مخالف بھی ان کی دلیل کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا تھا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو بھی یہ ملکہ عطا فرمایا تھا کہ ان کی گفتگو کے سامنے بڑے سے بڑا آدمی بھی خاموش ہو جاتا تھا۔ ابراہیم علیہ السلام نے سب بتوں کو توڑ دیا مگر بڑے کو چھوڑ دیا تاکہ قوم واپس آ کر دیکھے تو اس حادثے پر غور و فکر کرتے ہوئے اس کی طرف رجوع کرے۔

اگر ﴿إِلَيْهِ﴾ کی ضمیر (اشارہ) بڑے بت کی طرف ہو تو شاید یہ سوچیں کہ بڑے میاں نے کسی بات پر ناراض ہو کر چھوٹوں کا تپا نچہ کر دیا ہے یا کم از کم یہ تو ان کے دلوں میں خیال آئے کہ واقعی وہ جوان (ابراہیم) سچ کہتا تھا کہ یہ سب بے کار ہیں اور کسی نفع و نقصان کے مالک نہیں۔ اگر ﴿إِلَيْهِ﴾ کا اشارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف ہو تو معنی بالکل صاف ہے کہ جب میرے پاس آئیں گے تو مجھے بات کرنے کا مزید موقع ملے گا اور میں کہوں گا کہ مجھ سے پوچھنے کی بجائے اپنے عقیدے کے مطابق اس سے پوچھو اگر واقعی یہ بولتے ہیں تو ان کا بڑا موجود ہے، وہ جواب دے۔

﴿قَالُوا مَنْ فَعَلَ هَذَا بِإِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ لَبَنَ الظَّالِمِينَ﴾
﴿قَالُوا سُبْحَنَّا فَتَنَّا يَبْدُكُمُ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ﴾

[الانبیاء: ۶۰، ۵۹]

”کہنے لگے ہمارے خداؤں کا یہ حال کس نے کر دیا؟ وہ بڑا ہی ظالم ہے کچھ کہنے لگے ہم نے ان کے خلاف ابراہیم نامی نو جوان کو چیلنج کرتے سنا ہے۔“

اس لیے ستاروں کی طرف دیکھا ہو کہ اے مالک! اب میرے اعلان پر عمل کرنے کا وقت آ گیا ہے تو میری مدد فرما، یا پھر اس حیرانی سے دیکھا ہو جس طرح بعض موقعوں پر آدمی حیران ہو کر آسمان کی طرف دیکھتا ہے کہ عجب لوگ ہیں میرے عقیدے کو جاننے کے باوجود مجھے میلے کی دعوت دے رہے ہیں۔ بعض لوگوں نے لکھا ہے کیونکہ آپ کی قوم ستاروں سے شگون لیتی تھی اس لیے آپ نے اوپر دیکھ کر فرمایا کہ میں بیمار ہوں تاکہ یہ لوگ اصرار نہ کریں اور اپنے عقیدہ کے مطابق تاثر لے کر بغیر تکرار کیے چلے جائیں۔ (واللہ اعلم)

﴿فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ﴾ [الصف: ۹۰]

”چنانچہ وہ انھیں پیچھے چھوڑ گئے۔“

دن گئے جاتے تھے جس دن کے لیے اب وہ وقت آیا کہ جو کہا تھا کر دکھایا جائے چنانچہ مندر میں گھس گئے اور غیرت و جلال میں آ کر فرمانے لگے:

﴿فَرَأَىٰ إِلَىٰ آلِهَتِهِمْ فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ مَا لَكُمْ لَا

تَذُقُونَ﴾ [الصافات: ۹۱، ۹۲]

”تو ابراہیم ان کے معبودوں میں جا گھسے اور کہا تم کھاتے کیوں نہیں؟ تم بولتے کیوں نہیں؟“

اللہ اللہ آپ کی غیرت و جلالت کا عجیب منظر ہو گا حالانکہ معلوم تھا بلکہ خود ہی تو اعلان کیا کرتے تھے کہ یہ نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں نہ ہی بول سکتے ہیں لیکن آج خود ہی بلائے جا رہے ہیں۔ کبھی مومن پر ایسا وقت بھی آتا ہے کہ وہ غیرت توحید سے لبریز ہو کر دوسروں کو درس توحید دینے کے لیے ایسا بھی کرتا ہے، جیسا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے طواف کعبہ کے وقت حجر اسود کو مخاطب کیا تھا کہ میں تیری حقیقت کو جانتا ہوں، تو ایک پتھر کا ٹکڑا ہے، میں تجھے اس لیے چوم رہا ہوں کہ میں نے نبی علیہ السلام کو تجھے چومتے ہوئے دیکھا تھا۔

﴿فَرَأَىٰ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِينِ﴾ [الصف: ۹۳]

”ابراہیم علیہ السلام نے ان کو دائیں ہاتھ سے پھوڑنا شروع کیا۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے غیرت اور جلال کے جذبات کے باوجود

﴿اَنْتَ فَعَلْتَ هَذَا بِاِلٰهِنَا يَا اِبْرٰهِيْمُ﴾

[الانبیاء: ۶۲]

”اے ابراہیم کیا تُو نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ حرکت کی۔“

آپ علیہ السلام نے جواب فرمایا:

﴿بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا فَاَسْأَلُوهُمْ اِنْ كَانُوا يَنْظُقُونَ﴾ [الانبیاء: ۶۳]

”بلکہ ان کے بڑے نے یہ کارروائی کی ہوگی اگر یہ بات کر سکتے ہیں تو ان سے پوچھو۔“

خاموشی ہی خاموشی ہے اور ہوکا عالم۔ اکڑی ہوئی گردنیں جھک گئیں اور وہ اپنے گریبانوں میں جھانکنے لگے:

﴿فَرَجَعُوا اِلٰی اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوا اِنَّكُمْ اَنْتُمْ الظَّالِمُونَ ثُمَّ نَكِسُوا عَلٰی رُءُوسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰؤُلَاءِ يَنْظُقُونَ﴾ [الانبیاء: ۶۵، ۶۴]

”یہ سن کر وہ لوگ اپنے ضمیر کی طرف پلٹے اور اپنے دل میں کہنے لگے واقعی تم خود ظالم ہو۔ گردنیں جھکا کر کہنے لگے تُو جانتا ہے کہ یہ تو بات نہیں کر سکتے۔“

﴿قَالَ اَفَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ هَ اَفْ لَكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ اَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾ [الانبیاء: ۶۶، ۶۷]

”ابراہیم نے فرمایا اللہ کو چھوڑ کر تم ان کو پکارتے جو تمہیں نفع اور نقصان نہیں پہنچا سکتے افسوس تم پر اور تمہارے معبودوں پر جن کی اللہ کو چھوڑ کر تم عبادت کرتے ہو کیا تم عقل سے کام لینے کے لیے تیار نہیں؟“

حکومت حرکت میں آتی ہے:

ابھی خاص وعام کے ساتھ کشمکش جاری تھی کہ حاکم وقت نمرود کے پاس مکمل رپورٹ پہنچی اور وہ آپ سے باہر ہو گیا۔ کیونکہ اسے یہ فکر لاحق ہوئی کہ ابراہیم علیہ السلام بتوں کی خدائی کا انکار کرتا ہے تو میری خدائی

تو مجھ واپس پلٹی تو ان کی خوشی اور شادمانی غم اور پریشانی میں تبدیل ہو گئی زبردست اضطراب اور شدید ہنگامہ برپا ہوا ہنگامی حالات کا اعلان ہوا اجلاس پہ اجلاس بلائے جارہے ہیں سیاسی اور مذہبی راہنما سر جوڑ کر بیٹھے ہیں تاکہ عوام کو اپنی کارکردگی دکھا کر فوری طور پر مطمئن کیا جائے، دفعتاً فیصلہ سنایا گیا:

﴿قَالُوا فَاتُوا بِهٖ عَلٰی اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ﴾ [الانبیاء: ۶۱]

”انھوں نے کہا کہ اس کو لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ وہ گواہ ہوں۔“

﴿فَاقْبَلُوا اِلَيْهِ يَزْفُونَ﴾ [الصفت: ۹۴]

”وہ ابراہیم علیہ السلام کی طرف دوڑتے ہوئے آئے۔“

یہ تو اللہ ہی کو معلوم ہے کہ لوگ کس غیظ و غضب کے ساتھ کس طرح آپ علیہ السلام کو پکڑ کر لائے ہوں گے، کتنے آوازے کسے ہوں گے اور کتنی گستاخیاں کی ہوں گی؟ لیکن ابراہیم ہجوم مشرکین کو زمین کے ذرات سے بھی حقیر تصور فرماتے ہوئے ایسی جرأت اور مردانگی سے جواب دیتے ہیں کہ ان کی لمبی زبانیں اس طرح گنگ ہو گئیں، جیسے ان کو سانپ سوکھ گیا ہو۔ ان میں نام نہاد دانش ور بھی ہیں اور ان پڑھ بھی گویا ہر قسم کے لوگ موجود ہیں لیکن کوئی بولنے کی جرأت نہیں کر پاتا کیوں بولیں اور کس بنیاد پر بات کریں:

﴿وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهَا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاَنۡمَآ حِسَابُهُۥ عِنۡدَ رَبِّهٖۤ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ﴾

[المؤمنون: ۱۱۷]

”جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو بھی پکارتے ہیں ان کے پاس کوئی دلیل نہیں، ان کا حساب رب کے ذمہ ہے یقین جانو کہ کافر کبھی کامیاب نہیں ہوں گے۔“

جرگہ ابراہیم علیہ السلام سے سوال کرتا ہے:

ابراہیم علیہ السلام کو جرگے کے سامنے پیش کیا گیا تو سردارانِ شرک و بدعت لال پیلے ہو کر بڑے طعناور بدبہ کے ساتھ پوچھتے ہیں:

ہوئے لکھا ہے کہ نمرود کو حکومت کرتے ہوئے چار سو سال گزر گئے تھے جس وجہ سے اس کے دماغ میں رعوت اور انانیت پیدا ہو گئی تھی۔ اس نے جہلاء کے جذبات سے کھیلنے ہوئے دو قیدی بلائے، جس قیدی کو پھانسی کی سزا سنائی جا چکی تھی اسے آزاد کر دیا اور جسے قید سے رہائی ملنے والی تھی اس کی گردن کٹوا دی، پھر بڑے ناز کے ساتھ مجمع کی طرف دیکھتے ہوئے ابراہیم سے مخاطب ہوا اور کہا دیکھا مارنے اور زندہ کرنے کا مجھے بھی اختیار ہے۔ جہلاء کی حالت دیدنی ہو گئی۔ تالیاں بجاتے اور قہقہے لگاتے ہوئے کہتے ہوں گے کہ دیکھا! ہمارے آقا نے کمال کر دکھایا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سوچا کہ بے وقوف بادشاہ لوگوں کے جذبات سے کھیل رہا ہے انھوں نے اس دلیل کی لطافت سمجھانے کی بجائے فوراً ایسی دلیل دی کہ جس سے کوئی مغالطہ نہیں دیا جاسکتا تھا فرمایا کہ میں اس اللہ کی بات کر رہا ہوں جو سورج کو مشرق سے طلوع کرتا ہے تو اسے مغرب سے طلوع کر کے دکھا۔ اس کے بعد وہ حیران و ششدر رہ گیا چاہیے تو یہ تھا کہ وہ فوراً تسلیم و اطاعت کے لیے اپنے آپ کو پیش کرتا لیکن اس نے اپنی خفت مٹانے اور عوام کو قابو رکھنے کے لیے وہی طریقہ اختیار کیا جو ہر دور میں ظالم اور فاسق حکمران اختیار کیا کرتے ہیں۔

امن عامہ کے تحت گرفتاری:

فوراً حکم دیا کہ امن عامہ کے تحت اسے گرفتار کر لیا جائے چنانچہ ابراہیم علیہ السلام کو جیل میں بند کر دیا گیا اور پھر بادشاہ کی کابینہ نے انھیں زندہ جلادینے کا فیصلہ کیا بالفاظ دیگر عوام بھی اور حکمران بھی سب کے سب اس بات پر متفق ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کو زندہ نہ چھوڑا جائے بلکہ اُسے عبرت ناک سزا دی جائے۔

عوامی مطالبہ:

﴿قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ

فَاعِلِينَ۝﴾ [انبیاء: ۶۸]

”اگر اپنے خداؤں کو بچانا چاہتے ہو تو اسے زندہ جلادو۔“

کو کب تسلیم کرتا ہوگا چنانچہ اس نے فوراً حکم صادر کیا کہ ابراہیم جہاں کہیں ہو، فی الفور اسے میرے دربار میں پیش کیا جائے۔ باپ، رشتہ دار، پوری قوم یہ چاہتی تھی کہ توحید کی تحریک دب جائے اور اس کے داعی کو عبرت ناک سزا سے دوچار کیا جائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام حاکم وقت کے پاس پہنچ گئے حاکم وقت نے حاکمانہ لب و لہجہ میں پوچھا اے ابراہیم! ہمارے ہوتے ہوئے تم کسی اور کو رب مانتے ہو؟

ابراہیم علیہ السلام پورے اعتماد کے ساتھ سے فرمانے لگے! میں زمین و آسمان میں صرف اور صرف ایک ذات کبریا کو الہ مانتا ہوں اس کے علاوہ سب مجبور و محکوم ہیں۔ تو بھی اسی طرح کا ایک انسان ہے جس طرح ہم انسان ہیں۔ نمرود چونک اٹھا، کرسی پر اکڑتے ہوئے گردن اٹھا کر بولا کیا تو میرے علاوہ بھی کسی کو خدا مانتا ہے فوراً اپنے رب کے اوصاف بیان کرو:

﴿الْحَمْدُ تَرَىٰ إِلَىٰ الْإِذَىٰ حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ۝﴾

[البقرة: ۲۵۸]

”کیا آپ نے اس شخص کے بارے میں غور نہیں کیا؟ جو ابراہیم کے رب کے بارے میں جھگڑ رہا تھا۔ اس بنا پر کہ اللہ نے اس کو حکمرانی سے نوازا تھا۔ جب ابراہیم نے کہا میرا رب وہ ہے جس کے اختیار میں زندگی اور موت ہے تو بادشاہ کہنے لگا زندگی اور موت میرے اختیار میں بھی ہے ابراہیم نے فرمایا: اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے تم اسے مغرب سے نکال لاؤ، کافر ششدر رہ گیا اللہ ایسے ظالموں کو کبھی ہدایت نہیں دیا کرتا۔“

علامہ ابن کثیر نے تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کی تشریح کرتے

شاہی کونسل کا فیصلہ:

﴿قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ ۝﴾

[الصفت: ۹۷]

”اس کے لیے ایک بڑا گہرا گڑھا بناؤ اس کو آگ سے بھر کر

ابراہیم دہکتے ہوئے انگاروں میں پھینک دو۔“

شاہی آرڈیننس کے تحت پوری مشینری آگ کو بھڑکانے میں لگی ہو

ئی ہے۔ علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ لوگوں کے جذبات کا عالم یہ تھا

کہ عورتیں نذریں مانتی تھیں کہ اگر فلاں مشکل یا بیماری رفع ہو جائے

تو میں اتنی لکڑیاں آگ میں پھینکوں گی۔ مؤرخین نے تحریر کیا ہے کہ آج

تک آگ کا اتنا بڑا الاؤ دیکھنے میں نہیں آیا۔ آگ کے شعلے آسمان سے

باتیں کرتے ہوئے محسوس ہوتے تھے جب آگ میں پھینکنے کا وقت آیا

تو مسئلہ پیدا ہوا کہ اتنی بڑی آگ میں کس طرح پھینکا جائے۔

مرکزی کابینہ کا ہنگامی اجلاس طلب کیا جاتا ہے زیر غور مسئلہ یہ ہے

کہ ابراہیم کو آگ میں کس طرح پھینکا جائے؟ فیصلہ ہوتا ہے کہ ایسی

مشین تیار کرائی جائے جس میں جھولادے کر آگ کے درمیان میں پھینکا

جائے لہذا اس طرح کیا گیا۔

مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے بچا لیا اور دنیا و

آخرت میں معزز فرمادیا:

﴿قُلْنَا إِنَّا نُؤْتِيكَ بَرْدًا وَ سَلَامًا عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ ۝﴾

[الانبیاء: ۶۹]

”ہم نے کہا: اے آگ! ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی اور سلامتی والی

بن جا۔“

﴿وَ اِذَا ابْتَلٰی اِبْرٰهِيْمَ رَبُّهُ بِكَلِمٰتٍ فَاَتٰہُنَّ ۝﴾

قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۚ قَالَ وَ مِّنْ ذُرِّيَّتِيْ قَالَ

لَا يَنْتَظِرُكَ الْعٰدِيْنَ ۝﴾ [البقرة: ۱۲۴]

”جب ابراہیم علیہ السلام کو اس کے رب نے چند باتوں میں

آزمایا اور وہ ان سب میں پورے اترے تو اللہ تعالیٰ نے

فرمایا۔ اے ابراہیم علیہ السلام! میں تجھ کو سب دنیا کا پیشوا بنانے

والا ہوں ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا۔ کیا میری اولاد سے

بھی یہی وعدہ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میرا وعدہ ظالموں

کے لیے نہیں ہے۔“

﴿وَ اَتَيْنٰہُ فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَ اِنَّہُ فِی الْاٰخِرَةِ

لَوْنٌ صَالِحٌ ۝﴾ [النحل: ۱۲۲]

”اور ہم نے آپ کو دنیا میں عزت عطا کی اور آخرت میں

آپ نیک لوگوں کے ساتھی ہوں گے۔“

ضرورت رشتہ

برسر روزگار، صاحب اولاد، راولپنڈی میں ذاتی رہائش، پہلی

بیوی فوت، کے لیے ۴۰ سے ۵۰ سال کے درمیان کی خاتون

(بیوہ، مطلقہ، بانجھ) کا رشتہ درکار ہے۔ انتہائی غریب، بے سہارا

خاتون بھی رابطہ کر سکتی ہیں۔

(برائے رابطہ: 0301-5023418)

ضرورت رشتہ

۱: جٹ پنجابی گورنمنٹ کنٹریکٹر کی 25 سالہ M.A ایجوکیشن بیٹی

کے لیے گورنمنٹ ملازم تعلیم یافتہ کاروباری رشتہ چاہیے۔

۲: آٹو سپئر پارٹس بزنس پنجابی انصاری فیملی کے 27 سالہ

ٹیکسٹائل انجینئر بیٹی کے لیے خوب صورت تعلیم یافتہ رشتہ چاہیے۔

۳: اعلیٰ گورنمنٹ عہدوں پر فائز مکینیکل بزنس ”ملتان شہر کے

پنجابی سندھو“ گھرانہ کی 26 سالہ ایم۔ اے، بی۔ ایڈ بیٹی کے لیے

گورنمنٹ ملازم کا رشتہ چاہیے۔

(رابطہ نمبر: 0300-7322344)

قادیانیوں کو دعوتی پیغام

عطاء محمد جنجوعہ



دعوت دینے کے فرض سے غافل ہو گئے۔^❶

غور طلب پہلو ہے کیا نبی کریم ﷺ بتوں کے پجاریوں کو مشرک کہہ کر فرض سے سبک دوش ہو جاتے یا اُن کو شرک کی نجاست سے نچکنے کی بدستور دعوت دیتے رہے۔

وہ نوجوان جو قادیانی خاندان میں پیدا ہوئے وہ قادیانی نظریات سے قطعاً آگاہ نہیں اُن کو گمراہی کی غلاطت سے نکال کر اسلام کے پاکیزہ دامن میں آنے کی دعوت دینا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے ورنہ روزِ محشر ہم سے باز پرس ہوگی۔

بعض مسلمان خاندان اسلام کے بارے میں رسمی واقفیت رکھتے ہیں لیکن بنیادی عقائد سے آگاہ نہیں۔ اُن کے بارے میں خدشہ لاحق رہتا ہے کہ کہیں وہ ملازمت، ویزہ یا محبت کے چکر میں آ کر قادیانی جال میں نہ پھنس جائیں۔ چنانچہ اُن کے دلوں میں عقیدہ ختم نبوت راسخ کرنا اور قادیانی مکروہ نظریات سے خبردار کرنے کی اشد ضرورت ہے تاکہ مسلم جوان کسی نظریاتی وار کی صورت میں محکم دلائل دے کر قادیانی مربی کے دماغ میں ہلچل پیدا کر دے۔ دعوت تبلیغ کی افادیت کے سلسلے میں مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی دلیل یاد آئی۔

ختم نبوت کے زیرِ اہتمام قریبی قصبہ جھادریاں میں جلسہ تھا۔ والد محترم سے روایت ہے کہ رات گئے تک تقاریر کا سلسلہ جاری رہا۔ اختتام پر سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ سٹیج پر تشریف لائے انھوں نے

راتم ”قادیانی خلافت جھوٹی کیوں؟“ کے موضوع پر قبل ازیں لکھ چکا تھا۔ لیکن مظفر احمد درانی صاحب کی دعوتی تحریر پڑھی:

”پس بھائیو! آنکھیں تو کھولو منہاج نبوت بھی موجود ہے

اور احیائے خلافت بھی ہو چکا ہے۔ اور یہ دور اپنی برکات

کے اعتبار سے دورِ اولین سے ملایا جا چکا ہے۔ پس آؤ

منہاج نبوت کو اختیار کرو اور خلافت کی برکات سے متمتع

ہو۔“ (ہفت روزہ لاہور، ۱۹ تا ۲۵ مئی ۲۰۱۲ء)

چونکہ آپ نے مجھ کو مخاطب کر کے مضمون ”تمکنت دین خلافت

ہی سے وابستہ ہے“ تحریر کیا ہے۔ جسے پڑھ کر مجھ پر اخلاقی فرض عائد

ہو گیا کہ میں آپ کو عقیدہ ختم نبوت کی دعوت دوں۔

عقیدہ ختم نبوت کو اجاگر کرنے کی ضرورت:

مرزا غلام قادیانی نے گمراہ کن نظریات کا پرچار کیا تو علمائے حق

نے مرزا اور اس کے حواریوں کو بحث مباحثہ کے دوران زیر کیا اور

متعدد مقامات پر مناظروں میں شکست سے دوچار کیا تو باشعور مسلم طبقہ تو

محتاج ہو گیا لیکن عام فہم مسلمان اُن سے رشتہ ناتہ وراہ و رسم رکھنے سے

باز نہ آئے۔ پاکستان کے مسلمانوں نے متحد ہو کر تحریک چلائی تو

پاکستان کی قومی اسمبلی نے آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار

دیا تو تمام مسلمانوں نے اُن سے قطع تعلقی اختیار کر لی اس طرح

قادیانی دجل و فریب کا سیلاب تھم گیا۔ تاہم علماء پہلے کی طرح اُن کو

❶ یہ کہنا کہ علماء غافل ہو گئے، درست معلوم نہیں ہوتا۔ اولاً تو اس لیے کہ جب فریقِ مخالف اپنا موقف پیش کر رہا ہو تو اس کے موقف کی بالذلیل تغلیط ہی مناسب حال

دعوت ہوتی ہے۔ ثانیاً: علماء نے ہمیشہ اپنے فریضہ تبلیغ کی اہمیت کو سمجھا اور اسے ادا کرنے میں کبھی کوتاہی یا سستی نہیں کی، چنانچہ وہ قادیانی گرد کو بھی دعوتی پیغام

دیتے رہے۔ انداز تبلیغ ہر ایک کا مختلف ہو سکتا ہے۔ ہمارے علماء نے بھی جب عقائد قادیانیت کی قلعی کھولی تو ساتھ ہی اسلام کا وہ پہلو بھی ان کے سامنے پیش کیا جس

میں رخنہ اندازی کی کوشش کی گئی تھی۔ انھوں نے ہمیشہ اپنی ذمہ داری کو سمجھا اور ادا کیا۔

جب تک اللہ اُسے مبعوث نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور نبوت سے سرفراز کیا اور سب سے آخر میں رحمۃ اللعالمین ﷺ کو مبعوث کیا۔ قرآن حکیم میں ارشاد باری ہے:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ [الاحزاب: ۴۰]

” (لوگو) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ محمد (ﷺ) نہیں لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے۔“

مجتہد صادق محمد ﷺ نے امت کو خبردار کر دیا:

يا ايها الناس انه لا نبى بعدى ولا امة بعدكم
وانتم تستلون عنى . (مسند أحمد)

”اے لوگو میرے بعد اور کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں تمہیں میری بابت ہی پوچھا جائے گا۔“

اگر کوئی انسان سال بھر کثرت سے روزے رکھتا رہے اور رات کا آخری حصہ نوافل ادا کرتا رہے وہ زاہد عابد تو ہو سکتا ہے۔ اخلاقی لحاظ سے اس کا کردار بے داغ ہو وہ تقویٰ و طہارت فکر کی وجہ سے متقی کا مقام حاصل کر سکتا ہے۔ کسی کے حق میں ہاتھ اٹھائے تو عرش والا رحمان اس کی دعا قبول کرے آپ اُسے مستجاب الدعوات تو کہہ سکتے ہیں کوئی انسان امانت، دیانت اور صداقت کی وجہ سے معاشرے میں معروف ہو تو وہ امانت دار اور حق گو کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے۔ اسلام کے دفاع کے لیے دشمن کی صفوں میں سینہ تان کر گھس جائے وہ مجاہد تو ہو سکتا ہے کسی کی زندگی کتاب و سنت کے تابع ہو لوگ اس کی صحبت میں بیٹھنا سعادت سمجھیں آپ اسے ولی اللہ کہہ سکتے ہیں۔ روزمرہ زندگی اور امور حکومت سے متعلق اجتہاد کرنے کی ماہرانہ صلاحیت رکھتا ہو آپ اسے مجتہد تو کہہ سکتے ہیں ان تمام تر اعزازات کے باوجود اُس کے منہ سے نکلی ہوئی ہر بات کی اطاعت کو فرض نہیں کہا جاسکتا۔ یہ رتبہ اور مقام نبی کو حاصل ہوتا ہے جس کے ہر حکم کی اطاعت فرض ہوتی

خطبہ کے بعد ارشاد فرمایا: مجھ سے پہلے جتنے مقررین آئے سب قادیانی عقائد اور کذب مرزا پر تقریریں کرتے رہے۔ یقیناً آپ سوچ رہے ہوں گے کہ ہمارے علاقے میں قادیانی نہیں، پھر بار بار اسی موضوع پر تقاریر کا سلسلہ کیوں جاری ہے۔ شاہ صاحب نے مثال دے کر سمجھایا کسی قصبے میں کتاب ڈالا ہو جائے محلے کے جن افراد کو اُس کے بارے پتا چل جائے تو وہ بے اختیار بغیر کسی استفسار کے ہر کسی کو بتاتے پھریں گے کہ اس قسم کا کتابکا ہو گیا ہے اُس سے خبردار رہیں کہیں وہ آپ کو کاٹ نہ لے۔ سنو! مرزا قادیانی نے ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالا ہے اس سے خبردار اور ہوشیار باش کرنے کے لیے آپ کے علاقے میں آئے ہیں۔

پارلیمنٹ کے فیصلے کے باوجود قادیانی مربی اپنے مشن کا پرچار کرتے آرہے ہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ علمائے کرام اپنی یا انتظامیہ کی مرضی پر جس موضوع پر چاہیں تقریر کریں۔ لیکن اُن کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ صرف پندرہ بیس منٹ عقیدہ ختم نبوت کے نام وقف کر دیں۔ جس میں خاتم النبیین کا مفہوم مرزا کے کردار اور کذب و تضاد سے نئی نسل کو خبردار کرتے رہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ قادیانیوں کو دعوتی، اصلاحی پیغام اس طرح دیں کہ وہ تحقیق کرنے پر مجبور ہو جائیں تاکہ وہ مرزا کی زبان درازی سے متنفر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں۔

عقیدہ ختم نبوت:

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت و راہنمائی کے لیے اُن ہی میں سے انبیائے کرام مبعوث فرمائے۔ چار امتیازی اوصاف ایسے ہیں جن کی بنا پر نبی کا رتبہ دوسرے انسانوں سے ارفع و افضل ہے۔

۱: اللہ کی طرف سے مبعوث ہونا۔

۲: وحی اور فرشتے کا نزول ہونا۔

۳: نبی کی اطاعت کا فرض ہونا۔

۴: نبی کا معصوم عن الخطا ہونا۔

کوئی نبی مذکورہ اوصاف اپنی اولاد یا شاگردوں کو منتقل نہیں کر سکتا

لِّلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ﴿١﴾ [الفرقان : ۱]

”بہت بابرکت ہے وہ جس نے اپنے بندے پر فرقان اتارا تاکہ وہ تمام لوگوں کے لیے آگاہ کرنے والا بن جائے۔“
تمام انبیائے کرام کی تعلیم میں عقیدہ توحید کی دعوت کی یکسانیت رہی تاہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے شرعی احکام میں ترمیم ہوتی رہی۔ رحمت عالم کی بعثت سے قبل کسی نبی یا رسول کو تکمیل دین کی نعمت سے نہیں نوازا کیونکہ انبیائے کرام کا سلسلہ جاری و ساری تھا۔ رب العالمین نے دین کی تکمیل کی نعمت و عظمت اور رفعت کو رحمۃ للعالمین ﷺ پر نازل فرمایا:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنََكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ

نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ [المائدہ : ۳]

”آج میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھر پور کر دیا اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا۔“

اللہ تعالیٰ نے تکمیل دین کی نعمت عطا کرنے کے بعد بنی نوع انسان کو واشگاف انداز میں مطلع کر دیا:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابْنًا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ

اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّنَ﴾ [الأحزاب : ۴۰]

”(لوگو) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ محمد ﷺ نہیں لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے۔“

تم زید بن اللہؓ کو نبی کا بیٹا کہتے ہو حضرت زید بن اللہؓ تو آپ ﷺ کے لیے پالک تھے۔ نبی کریم ﷺ تو مردوں میں سے کسی کے حقیقی باپ نہیں۔ نبی کریم ﷺ تو قیامت تک کائنات کے ہر ذی روح کے لیے سراپا رحمت و شفقت بن کر آئے ہیں۔ وہ تکمیل دین کی نعمت سے سرفراز ہو کر مبعوث ہوئے جن کے آنے کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا۔

رحمۃ للعالمین ﷺ نے خاتم النبیین کی وضاحت فرمائی:

ہے۔ کیونکہ جبرائیل علیہ السلام اس پر وحی لے کر آتا ہے جس کو اللہ مبعوث کرتا ہے۔ مبعوث نبی کے علاوہ کوئی معصوم عن الخطا ہو نہیں سکتا چونکہ امام کائنات ﷺ پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا اس لیے کوئی شخص اپنے یا کسی پیشوا کے بارے میں گمان کرے کہ اس کی اطاعت فرض ہے۔

۱: خود یا کسی راہنما پر وحی آنے پر یقین رکھتا ہو۔
۲: خود کو معصوم کہے یا کسی اور پر ایسا اعتماد رکھتا ہو۔
۳: خود کو اللہ کا فرستادہ کہے یا کسی اور کے بارے میں ایسا یقین رکھے۔
مندرجہ بالا امور میں سے کسی ایک نظریے پر بھی یقین رکھنا عقیدہ ختم نبوت کے منافی ہے۔

خاتم النبیین کا اعزاز:

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ایک بہت بڑی تعداد میں انبیائے کرام تشریف لائے ان کی بعثت مخصوص قوم یا بستی کی طرف تھی۔ اللہ نے حضرت صالح علیہ السلام کو قوم ثمود کی طرف، حضرت ہود کو قوم عاد کی طرف بھیجا۔ حضرت شعیب مدین کی طرف آئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیلی قوم کی راہنمائی کے لیے مبعوث ہوئے۔ قرآن کریم میں ان کے واقعات کا تذکرہ موجود ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے روئے کائنات کے تمام انسانوں کی راہنمائی کے لیے حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا:

﴿وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَنَذِيْرًا﴾

[سبأ : ۲۸]

”ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے خوش خبریاں سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔“
اللہ نے آپ ﷺ کو صرف ایک جہان کے لیے نہیں بلکہ تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے:

﴿وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ [الانبیاء : ۱۰۷]

اللہ تعالیٰ نے رحمت عالم ﷺ پر نازل کردہ دائمی اور آفاقی اعزاز کا تذکرہ فرمایا:

﴿تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لَیَكُوْنَ

((انا خاتم النبیین لا نبی بعدی .))

(سنن ابی داود)

”میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

اس حدیث کے الفاظ پر غور فرمائیے کہ پہلے آپ ﷺ خاتم النبیین اپنے کو فرما رہے ہیں اور ساتھ ہی اس کی وضاحت فرمادی کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ گویا معنی یہ ہوا کہ میں خاتم النبیین ہوں، یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

قادیانی کہتے ہیں کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی نہیں بلکہ نبیوں کی مہر ہے۔

روئے زمین کے مسلمان زندگی بھر قیام اللیل کو شعار بنا لیں گرمیوں کی شدت میں روزے رکھ کر رب کو راضی کرتے رہیں۔ اربوں روپے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیں۔ ہر سال باقاعدگی سے حج کی سعادت حاصل کرتے رہیں۔ وہ ادنیٰ صحابی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ سے اس قدر عقیدت تھی کہ وہ نبی اکرم کے وضو کا پانی جو آپ سے مس ہو جاتا اسے زمین پر نہ گرنے دیتے، آپ کے کئے ہوئے بالوں کو دامن میں سمیٹ لیتے۔ جب آپ ﷺ حکم صادر فرماتے تو صحابہ کرام اپنا تن من دھن قربان کر دینا باعث نجات سمجھتے تھے۔ اللہ نے صحابہ کرام کی نبی مکرم ﷺ سے والہانہ عقیدت کا منظر دیکھ کر ﷺ کا سر ٹیفکیٹ دے دیا۔ لیکن نبی ﷺ نے اُن میں سے کسی کے نام نبوت کی مہر نہیں لگائی۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ دیکھتے ہوئے کونکوں پر لیٹے ہوئے احد احد پکارتے رہے۔ ابو جہل نے نبی کی زبانی معراج کا واقعہ سن کر تمسخر اڑایا۔ جب کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی زبان سے سن کر معراج کے واقعے کی تصدیق کردی۔ تو دربار رسالت سے آپ کو صدیق کا خطاب ملا۔ منافق نبی کے فیصلہ پر راضی نہ ہوا تو وہ عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا عمر رضی اللہ عنہ نے سن کر کہا جو نبی کا فیصلہ تسلیم نہیں کرے گا تو عمر رضی اللہ عنہ کی تلوار اس کا فیصلہ کرے گی۔ مجرصادق رضی اللہ عنہ نے اُس کو فاروق کا خطاب دیا۔ سید الکونین رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سیف اللہ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اسد اللہ اور عبید اللہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو امین امت کے تمغوں سے سرفراز کیا۔ لیکن خاتم النبیین رضی اللہ عنہ نے مہر لگا کر کسی ایک صحابی کو نبوت سے سرفراز کیوں نہ کیا؟

نبی کے بس میں نہیں کہ وہ کسی اور کو نبوت کے عہدہ سے سرفراز کرے یہ تو صرف اللہ مالک الملک کے اختیار میں ہے۔

اگر نبی ﷺ کے اختیار میں ہوتا تو حضرت محمد رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں قطعاً نہ فرماتے:

لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب .

(ترمذی)

”اگر میرے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا مقرر ہوتا تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہوتے۔“

کیونکہ رحمت عالم رضی اللہ عنہم آخری نبی اور آپ کی امت آخری امت ہے:

عن ضحاک بن نوفل قال قال رسول اللہ ﷺ لا نبی بعدی ولا امة بعد امتی . (بیہقی)

”حضرت ضحاک بن نوفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور میری امت کے بعد کوئی امت نہیں ہوگی۔“

قادیانیو! غور کرو خاتم کے معنی نئے نبی جاری کرنے والی مہر نہیں بلکہ انبیائے کرام رضی اللہ عنہم کے سلسلے کو تصدیق کر کے بند کرنے والی مہر ہے۔ ایک اور پہلو پر توجہ دیں سرکاری چٹھی کی تحریر کو مصدقہ بنانے کے لیے آخر پر مہر لگائی جاتی ہے۔ پھر اس کے بعد لکھی جانے والی تحریر جعلی ہوتی ہے لکھنے والا حکومت کا مجرم ہوتا ہے۔ اسی طرح حضرت محمد رضی اللہ عنہ بھی اللہ کے مبعوث انبیائے کرام کے اختتام پر تصدیق کرنے والی مہر ہیں۔ چنانچہ ان کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والے اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین کے قانون کے باغی ہیں۔

کائنات پر قیامت تک عبادات، معاملات اور امور حکومت میں رحمۃ للعالمین رضی اللہ عنہم کے حکم کی پیروی میں دنیا و آخرت کی کامیابی ہے۔ جب کہ خاتم النبیین رضی اللہ عنہم کا صریح حکم سن کر کسی سکا لرا کا انحراف کرنا یا اس میں رد و بدل کرنا عقیدہ ختم نبوت کے منافی ہے۔

تحریک طالبان پاکستان کے لیے ایک تحریر

اور یا مقبول جان

دوران جنھوں نے طالبان کی جانب سے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا، انھیں ان کے راہنماؤں، کمانڈروں اور تربیت کاروں نے جہاد کا درس دیا اور اعلیٰ و ارفع مقصد یہ بتایا کہ ہم اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام نافذ کرنا چاہتے ہیں اور نظام کے نفاذ کی راہ میں رکاوٹ امریکا اور اُس کے وفادار ہیں۔ پوری دنیا کے میڈیا نے اسے لائف سٹائل کی جنگ قرار دیا۔ طالبان پر الزام لگا کہ یہ اپنا نظریہ بزور شمشیر ٹھونسنا چاہتے ہیں، یہ پاکستان کی ریاست کو نہیں مانتے، آئین کو نہیں مانتے، جمہوریت کو نہیں مانتے۔ طالبان کو خاص طور پر نشانہ بنایا گیا حالانکہ ریاست، آئین اور جمہوریت کو نہ ماننے والے گروہ ہر صوبے میں پائے جاتے ہیں اور ان میں کئی مسلح جدوجہد کرنے والے بھی ہیں۔ یہ درست ہے کہ یہ لائف سٹائل کی جنگ ہے، لیکن آج کے دور میں لائف سٹائل ہوتا نہیں بلکہ بنایا جاتا ہے۔ اسے دو چیزیں بناتی ہیں۔ نصابِ تعلیم اور میڈیا۔ بچے جس ماحول، جن ہیروز اور جس طرزِ زندگی کی کہانیاں جس زبان میں پڑھیں گے، ویسا ہی اس معاشرے کا لائف سٹائل بننا چلا جائے گا اور میڈیا میں یہ طاقت ہے کہ جب اور جو چیز چاہے بکوا دے اور جیسا چاہے ملبوس، کھانا، گانا اور عفت و عصمت کا معیار مقبول عام کروا دے۔ بزور شمشیر شریعت کے نفاذ کے ساتھ ایک اور سوال نٹھی کیا گیا کہ ہم کس کی شریعت نافذ کریں، یعنی کون سے فرقے کی؟

الزامات و الزامات اور گیارہ سالہ جنگ کی تباہ کاریوں سے گزرنے کے بعد طالبان اور حکومت اب مذاکرات کی میز پر آ رہے ہیں۔ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ جب آپ کسی مذاکراتی میز پر بیٹھتے ہیں تو ایک دوسرے کی آئینی اور قانونی حیثیت کو تسلیم کرتے ہیں۔ اس لیے طالبان کو یہ بحث پہلے روز ہی ختم کر دینی چاہیے کہ آئین، ریاست

مجھے نہیں علم کہ میری یہ تحریر تحریک طالبان پاکستان کی قیادت یا علمائے کرام تک پہنچتی ہے یا پھر یہ آواز صدابہ صحرا ثابت ہوتی ہے، لیکن یہ خلوص نیت سے لکھے ہوئے چند الفاظ ہیں جو میں بارگاہِ الہی میں اس دعا کے ساتھ تحریر کر رہا ہوں کہ اگر یہ اس قوم کو کسی بہتر سمت کی جانب لے جاسکتے ہیں تو انھیں پذیرائی عطا فرمائے اور ان حلقوں کو اس پر غور کرنے کی توفیق دے جو حالات کے اس نازک موڑ پر اہم ترین مذاکرات کرنے جا رہے ہیں۔ اور اگر یہ الفاظ سراسر غلط سوچ کا نتیجہ ہیں تو انھیں حرفِ غلط کی طرح پڑھنے والوں کے ذہنوں سے مٹا دے، آمین۔

میں نے طویل عرصہ تک افغان جہاد کو بہت قریب سے دیکھا اور مجاہدین کی آپس کی لڑائی کے بعد ملا محمد عمر کی قیادت میں ابھرنے والی تحریک طالبان کے ایک ایک لمحے کا مشاہدہ اور مطالعہ کیا ہے۔ سید الانبیاء ﷺ کے اس جبہ مبارک، جس پر ملا محمد عمر نے بیعت لی تھی، کی حرمت جس طرح افغان طالبان کے دل میں تھی، وہ حیرت انگیز تھی۔ ہر کسی کے دل میں ایک ہی مقصد تھا کہ ان کے ہاں بد امنی، خانہ جنگی اور بد حالی کا علاج صرف اور صرف شریعت کا نفاذ ہے اور پھر تاریخ نے افغانستان کے وہ پانچ پُر امن سال دیکھے جن کی نظیر گزشتہ سو سالہ افغان تاریخ میں نہیں ملتی۔ امریکا کا حملہ، جہاد کا آغاز، پاکستان کا امریکا کو اپنی سرزمین دینا اور ہر لحاظ سے اُس کا فرنٹ لائن اتحادی بننا، یہ بھی میرے سامنے ہے۔ یہ وہ عوامل تھے جن کے نتیجے میں تحریک طالبان پاکستان نے جنم لیا۔ ایک طویل جنگ، ایک اذیت ناک دور۔ دونوں اطراف سے لوگ اپنے اللہ کے حضور جا پہنچے، جہاں ان کا حساب ان کی نیوٹوں اور اعمال کے مطابق ہوگا۔ اس ساری جنگ کے

اور حکومت ان کے نزدیک غیر قانونی ہے اور یہ کہ حکومت نے ان کی حیثیت کو مانا ہے جو انہیں مذاکرات کی میز پر لا رہی ہے۔ ایسے میں قیدیوں کی رہائی، مرنے والوں کے معاوضے، تباہ حال گھروں کی مرمت اس قدر چھوٹے مطالبے ہیں کہ مجھے قندھار کے شہر میں ملا محمد عمر کے ہاتھ میں پکڑے سید الانبیاء ﷺ کے جبہ مبارک سے حیا آرہی ہے۔ کیونکہ تحریک طالبان پاکستان بھی قندھار کے اس تاریخ ساز لمحے سے متاثر ہو کر وجود میں آئی تھی۔ ایسے میں مطالبات کی بلندی اور عظمت بھی اسی سطح کی ہونی چاہیے۔

یہ لائف سٹائل کی جنگ ہے تو مذاکرات کا آغاز اس بات سے کیا جانا چاہیے کہ پاکستان کے عوام نے جو آئین مرتب کیا ہے وہ کیسا لائف سٹائل چاہتا ہے اور یہ کہ یہ آئین حکومت سے جن اقدامات کا مطالبہ کرتا ہے، انہیں نافذ کر دیا جائے۔ اس ضمن میں آئین کی دفعات کے مطابق پانچ بنیادی مطالبے رکھنے مناسب ہوں گے۔ یہ ایسے مطالبات ہیں جن کے بارے میں پوری امت میں کوئی اختلاف نہیں۔

۱..... پاکستان کے آئین کے آرٹیکل ۳۸ (ایف) کے تحت حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ رباء یعنی سود کو جتنا ممکن ہو ختم کرے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے کسی اور برائی کے خلاف مستقل اعلان جنگ نہیں کیا سوائے رباء یعنی سود کے۔ دنیا بھر کے معاشی ماہرین اور تمام فرقوں کے علماء بینکنگ سسٹم کو سود سمجھتے ہیں اور پوری دنیا پر اب اس کی برائیاں روز روشن کی طرح واضح ہو چکی ہیں۔ عموماً اس کے متبادل کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے، لیکن اس پر بھی اب سیر حاصل کام ہو چکا ہے اور صرف تین ماہ کے اندر پورا نظام غیر سودی بنایا جاسکتا ہے۔ یہ مطالبہ آئین پاکستان کی ایک اہم آرٹیکل کے نفاذ کا مطالبہ ہوگا اور اس پر کسی فقہ کے عالم کو اختلاف نہیں ہوگا۔

۲..... آئین کا آرٹیکل ۱۳ (۲) الف حکومت پر یہ ذمہ داری عائد کرتا ہے کہ وہ مسلمان کے لیے عربی زبان سیکھنے اور قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کا انتظام کرے، یعنی لوگوں کے لیے قرآن پاک پڑھنا اتنا آسان ہو جانا چاہیے جیسے بغیر کسی مشکل کے غالب، اقبال، وارث

شاہ، شاہ لطیف، رحمان بابا اور مست تو کلی کو پڑھتے ہیں۔ ان سب شاعروں کے ترجمے اپنے اندر اصل روح نہیں سمو سکتے تو پھر اللہ کے کلام کو کیسے ترجمے سے دلوں پر اتارا جاسکتا ہے۔ اس ضمن میں تمام سرکاری اور نجی سکولوں میں عربی کی تعلیم لازمی ہونی چاہیے اور پورے قرآن پاک کو عربی میں سمجھنا لازمی قرار دیا جائے۔ عام لوگوں کے لیے کریش پروگرام کے ذریعے یہ کام کیا جائے۔ اس ضمن میں ملک میں نہ اساتذہ کی کمی ہے اور نہ ہی ایسی کتابیں نایاب ہیں جن سے قرآنی عربی سیکھی جاسکے۔ دنیا بھر کے ترقی یافتہ ملکوں میں بچے کم از کم چار زبانوں کا علم لازماً سیکھتے ہیں، اس لیے یہ طالب علموں پر کوئی اضافی بوجھ نہ ہوگا۔ یوں قرآن پاک عام آدمی ویسے ہی سمجھ سکے گا جیسے وہ عام شاعری یا نثر سمجھتا ہے۔ قرآن پاک پڑھانے پر کسی مسلک اور فقہ میں کوئی اختلاف نہیں اور یہ آئین پاکستان کے تحت حکومت کی ذمہ داری بھی ہے۔

۳..... تیسری اہم ترین چیز نصاب تعلیم اور ذریعہ تعلیم ہے۔ دنیا کی پانچ ہزار سالہ تاریخ میں کوئی ایک قوم بھی ایسی نہیں جس نے کسی دوسرے کی زبان میں علم حاصل کیا ہو اور ترقی کی ہو۔ اس ملک پر امریکا کرڈرون حملوں سے بھی زیادہ خطرناک وہ نصاب تعلیم ہے جو انگریزی زبان کو ذریعہ تعلیم بنانے کی وجہ سے نافذ العمل ہے۔ بچہ ابتدائی عمر ہی میں مغربی معاشرے کی نظمیں، کہانیاں اور کردار اپنے ذہن پر نقش کر لیتا ہے۔ یہیں سے وہ بنیاد استوار ہوتی ہے جو نسل کو مغرب سے مرعوب، اپنے ماحول سے برگشتہ اور اپنے دین سے لاتعلق بناتی ہے۔ پاکستان کا آئین حکومت پر ذمہ داری عائد کرتا ہے کہ وہ اُردو کو ذریعہ تعلیم بنائے اور سرکاری کام اُردو میں کیے جائیں۔ اس وقت دفاتر، عدالتوں اور دیگر سرکاری اداروں میں اُردو بلکہ مقامی زبان میں کاروبار ہوتا ہے لیکن منافقت کا عالم یہ ہے کہ تحریر کے لیے انگریزی زبان استعمال ہوتی ہے۔ سائنس کے علوم کو چھوڑ کر باقی تمام دفتری معاملات میں اور خصوصاً تعلیم کے لیے اُردو کو صرف چند ماہ میں (باقی صفحہ نمبر ۲۹ پر ملاحظہ کیجیے)

”اہل حدیث رائٹرز فورم“ کے چھٹے اجلاس کی رپورٹ

ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

۳: جناب سید محمد علی (سیکرٹری انفارمیشن)

۴: جناب عبداللطیف حکیم

۵: جناب قاضی کاشف نیاز (ارکان ایگزیکٹو کونسل مجلس عاملہ)

اہل حدیث رائٹرز فورم کے چھٹے اجلاس میں درج ذیل فیصلے کیے گئے:

۱: سابقہ اجلاس کے فیصلے کی روشنی میں اہل حدیث رائٹرز فورم کی

اسٹیشنری کے لیے تین مختلف خاکوں میں سے ایک خاکے کی

معمولی ترمیم کے ساتھ منظوری دی گئی۔

۲: اہل حدیث رائٹرز فورم کے لوگو (Slogan) کے لیے محترم المقام

عبدالمالک مجاہد (سرپرست) کی ترمیم کی منظوری دی گئی۔ فورم

کے تعارفی جملہ Slogan کے لیے (میڈیا میں دینی اقدار کا

نقیب) کو بالاتفاق منظور کیا گیا۔

۳: اہل حدیث رائٹرز فورم کے لیے دارالسلام کی ناقابل فراموش

خدمات کے حوالے سے فیصلہ کیا گیا کہ فورم کی اسٹیشنری میں پتے

کی سطر میں دارالسلام کا نام ”بولڈ“ حروف میں تحریر کیا جائے۔

۴: سابقہ اجلاس کے فیصلہ نمبر ۶۰، ۶۱ ”انعامی مقابلہ برائے مضمون

نویسی“ کے عنوان کے حوالے سے صدر محترم نے واضح کیا کہ

اشتہار میں تاخیر کی وجہ محترم عبدالمالک مجاہد (سرپرست) کی

گونا گو مصروفیات اور رمضان المبارک کی وجہ سے حتمی منظوری

کی عدم وصولی ہے۔ تاہم شرکائے اجلاس نے جو تھے اجلاس کے

فیصلہ نمبر ۴۹ کے تحت انعامی مقابلے کے لیے دو عنوانات میں

سے ایک ”اصلاح معاشرہ کے لیے اہل حدیث کا منہج دعوت“ کی

حتمی منظوری دیتے ہوئے یہ فیصلہ کیا کہ انعامی مقابلے کے لیے

صرف سلفی نوجوان قلم کاروں اور طلباء و طالبات کو ترجیح دی جائے

محترم جناب عبدالمالک مجاہد رحمہ اللہ بفضلہ تعالیٰ ایک عالمی شخصیت

بن چکے ہیں اور اب کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ گزشتہ سال انھوں

نے ذاتی دلچسپی اور مسلکی جذبے سے جماعت کے لکھاریوں کا

(دارالسلام، لوئر مال میں) ایک کامیاب اجتماع کیا تھا۔ جس میں

مختلف اہل حدیث اخبارات و جرائد کے مدیران اور ان کے اہل قلم

حضرات جن میں مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ اور مفسر قرآن حافظ صلاح

الدین یوسف رحمہ اللہ کے نام نمایاں ہیں، شامل ہوئے تھے۔ اس اجلاس

میں اہل حدیث لکھاریوں کی ایک مجلس تشکیل دی گئی تھی۔ جس کے

اب تک پانچ اجلاس ہوئے ہیں۔

الاعتصام کو اس کے چھٹے اجلاس کی کارروائی برائے اشاعت

موصول ہوئی، جو نذر قارئین ہیں۔ (ادارہ)

مؤرخہ ۲۹ جولائی ۲۰۱۳ء بروز پیر، ۲۱ رمضان المبارک، بعد نماز

عصر ۵ بجے سہ پہر، بہ مقام دفتر دارالسلام، لاہور

شرکائے اجلاس:

۱: ڈاکٹر حافظ حسن مدنی (صدر)

۲: جناب محمد نعمان فاروقی (ناظم دفتر، سیکرٹری فنانس)

۳: جناب طاہر اسلام عسکری ۴: جناب طارق جاوید عارفی

۵: جناب عبدالوارث ساجد ۶: جناب فہد اللہ مراد

۷: جناب قاری محمد افضل (ارکان ایگزیکٹو کونسل مجلس عاملہ)

۸: جناب احمد رؤیش (کوآرڈینیٹر)

غیر موجود ارکان:

۱: جناب حافظ یوسف سراج (نائب صدر)

۲: جناب عامر حفیظ (سیکرٹری جنرل)

تاکہ اُن میں لکھنے کا ملکہ پیدا ہو۔

۵: فیصلہ نمبر ۴۸ میں ترمیم کرتے ہوئے فیصلہ کیا گیا کہ اہل حدیث رسائل و جرائد میں بلا معاوضہ اشتہار شائع کروایا جائے، البتہ دیگر کثیر الاشاعت رسائل، مثلاً: اُردو ڈائجسٹ، ندائے ملت، ایشیا، الشریعہ، فرائیڈے اسپیٹل، تکبیر وغیرہ میں طے شدہ طریق کار (معاوضے) کے مطابق انعامی مقابلے کا اشتہار شائع کروایا جائے۔ فیصلہ نمبر ۶۰ کے مطابق ۲۰×۳۰ کے ایک ہزار اشتہارات اہل حدیث مساجد، مدارس اور ادارہ جات میں چسپاں کیے جائیں گے اور ۲×۵ کے پچیس فلکس بڑے اہل حدیث ادارہ جات میں آویزاں کیے جائیں گے۔ اشتہار یا فلکس میں فورم کا مختصر تعارف بھی ہونا ضروری ہے۔ اشتہار کی عبارت کو جناب صدر حتمی شکل دیں گے۔

۶: فیصلہ نمبر ۴۶ اور ۵۸ کے تحت ویب سائٹ کے حوالے سے سست روی پر تشویش کا اظہار کیا گیا اور اسے عید الفطر سے قبل پایہ تکمیل تک پہنچانے کا ہدف مقرر کیا گیا۔ ویب سائٹ کمیٹی کے باقی دو ممبران جناب عاصم حفیظ اور سید علی القاری کو شریک کیا جائے۔

۷: فیصلہ نمبر ۵ کے تحت جناب احمد درویش ایڈیٹرز کونسل کو تحریر کیے گئے مراسلے کے جواب میں فون اور خط لکھنے والے مدیران رسائل و جرائد کو شکریہ کا خط تحریر کریں گے اور بقیہ احباب سے ٹیلی فون اور ای میل پر رابطہ کریں گے۔

۸: اہل حدیث رائٹرز فورم کے باختیار نمائندے کی حیثیت سے جناب احمد درویش اور جناب عبدالوارث ساجد ہر منگل کے روز مختلف اخبارات، ٹیلی ویژن اور رسائل و جرائد کے مدیران سے ملاقات کیا کریں گے اور واپسی پر اپنے دورے کی رپورٹ جناب فہد اللہ مراد کو پیش کریں گے۔

۹: آئندہ اہل حدیث رائٹرز فورم کے اجلاس کی رپورٹ جماعت کے اکابرین کو بھی ارسال کی جائے گی، اکابرین کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱: مولانا محمد اسحاق بھٹی، لاہور

۲: حافظ صلاح الدین یوسف، لاہور

۳: محترم عارف جاوید محمدی، کویت

۴: ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد

۵: حافظ عبدالوحید سوہدروی، امریکا

۶: حافظ عبدالرحمن مدنی، لاہور

۷: مولانا ارشاد الحق اشرفی، فیصل آباد

۸: حافظ احمد شاکر، لاہور ۹: مولانا امیر حمزہ، لاہور

۱۰: محترم عبداللہ ناصر رحمانی، کراچی

۱۱: محترم عبدالعظیم حسن زائی، کراچی

۱۲: محترم بشیر انصاری، لاہور

۱۳: پروفیسر یاسین ظفر، فیصل آباد

۱۴: ڈاکٹر سہیل حسن، اسلام آباد

۱۵: محترم خالد سیال، اسلام آباد

۱۶: محترم مرزا حبیب الرحمن بیگ، پشاور

۱۰: اہل حدیث رائٹرز فورم کی ایگزیکٹو کونسل کے آئندہ اجلاس کی دو نشستیں ہوں گی۔ پہلی نشست میں عہدیداران اور ارکان ایجنڈے کے مطابق تمام امور نمٹائیں گے، دوسری غیر رسمی نشست اکابر اہل حدیث میں سے کسی علمی شخصیت کی زیر صدارت منعقد ہوگی۔ اس ضمن میں آئندہ اجلاس کے مہمان گرامی محترم مولانا محمد اسحاق بھٹی ہوں گے، ان شاء اللہ

۱۱: کام کی رفتار تیز کرنے کے لیے جناب احمد درویش کے امور کی نگرانی کے لیے جناب محمد نعمانی فاروقی کو ذمہ داری سونپی گئی۔

۱۲: اہل حدیث رائٹرز فورم، ایگزیکٹو کونسل کا آئندہ اجلاس ان شاء اللہ ۲۹ اگست ۲۰۱۳ء کو حسب معمول دفتر دار السلام ۳۰:۳ بجے سہ پہر منعقد ہوگا۔

ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

صدر اہل حدیث رائٹرز فورم، پاکستان

تبصرہ کتب

تبصرے کے لیے کتاب کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے

صحیح خطبات رسول ﷺ

جمع و تحقیق: الشیخ ابراہیم ابوشادی

اُردو ترجمہ: ابوالنس محمد سرور گوہر

ضخامت: ۲۲۲ صفحات

ناشر: ہنادشا کر، دارالکتب السلفیہ، اقراء سنٹر، غزنی سٹریٹ

اُردو بازار، لاہور۔ فون نمبر: 042-37361505

تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

خطبات کے ضمن میں بہت سے علمائے کرام، خطبائے عظام اور مقررین حضرات کی مرتب کردہ ضخیم و مختصر کتب کی ایک کثیر تعداد ہمیں مارکیٹوں اور کتب خانوں میں نظر آتی ہے۔ انسانوں کی تعلیم و تربیت کے حوالے سے خطبات کا بڑا عمل دخل رہا ہے۔ مسلمان ہر جمعۃ المبارک کو مساجد میں خطبہ جمعۃ المبارک سنتے ہیں اور بہت کچھ انھیں سیکھنے کو ملتا ہے۔

اکثر واعظین و خطباء رسول اللہ ﷺ کے طریقہ و عطا و خطابت سے نابلد ہوتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ

زیر تبصرہ کتاب ”صحیح خطبات رسول ﷺ“ نبی ﷺ کے ان خطابات پر مشتمل ہے جو آپ ﷺ وقتاً فوقتاً ارشاد فرماتے رہے۔ مرتب کتاب عرب عالم دین الشیخ ابراہیم ابوشادی کی جمع و تحقیق ہے اور اسے اُردو قالب میں ابوالنس محمد سرور گوہر صاحب نے ڈھالا ہے۔ کتاب کے اولین صفحات میں جناب مرتب کے قلم سے ایک فکر انگیز مقدمہ ہے جو صفحہ ۱۵ تا ۳۱ تک ہے۔ اس میں انھوں نے الشیخ محمد خلیل الخطیب کی کتاب ”خطب المصطفیٰ ﷺ“ پر دل کھول کر خامہ فرسائی فرمائی ہے۔

نخبۃ الاحادیث

تالیف: حضرت مولانا سید محمد داود غزنوی رحمہ اللہ

ضخامت: ۸۶ صفحات (چھوٹا سائز)

ناشر: ہنادشا کر، دارالکتب السلفیہ، اقراء سنٹر، غزنی سٹریٹ

اُردو بازار، لاہور

تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

حضرت العلام سید محمد داود صاحب غزنوی رحمہ اللہ نے بچوں اور بچیوں کی اسلامی تعلیم و تربیت کے لیے ایک مجموعہ احادیث مرتب فرمایا تھا۔ یہ مجموعہ ”نخبۃ الاحادیث“ کے نام سے موسوم ہے۔ یہ دینی مدارس کی ابتدائی کلاسوں کے طلباء کے لیے شامل نصاب بھی ہے۔ اسے متعدد افراد اور اداروں نے بار بار شائع کر کے طلباء کی علمی استعداد میں اضافے کیے ہیں۔

اب یہی مجموعہ ”نخبۃ الاحادیث“ دارالکتب السلفیہ نے بھی شائع کیا ہے۔ اس میں تشریحات اور جدید اضافے کیے گئے ہیں۔ احادیث کے متعلق کچھ مشقی سوالات بھی دیے گئے ہیں۔ ان سوالات کا مقصد یہ ہے کہ بیان کی گئی احادیث کی تشریح و تعبیر کے متعلق اساتذہ کرام اپنے عزیز طلباء کو ان سوالات کا حل بتادیں اور ساتھ مشکل الفاظ کی تشریح کر کے عام فہم پیرائے میں حدیث شریف کو طلباء کے ذہن نشین کرادیں۔ یوں یہ مجموعہ جہاں متن حدیث سے آگاہ کرتا ہے وہاں چھوٹے چھوٹے سوالات کے ذریعے اس کے بہترین حل کی طرف بھی راہنمائی کرتا ہے۔ یقیناً اس طریقے سے یہ کتاب بڑی مفید ہوگئی ہے۔

خطبات کے سلسلے میں مسلمان کو صحیح الذہن اور قرآن و سنت کے حامل خطیب کے خطبے میں ہی شامل ہونا چاہیے تاکہ وہ آٹھ دن کے بعد شریعت کی تعلیمات سے آگاہی حاصل کر سکے اور اپنی چند روزہ زندگی کو قرآن و سنت کے مطابق گزارنے کی کوشش کرے۔

زیر تبصرہ کتاب احادیث و فرامین رسول ﷺ پر مشتمل ہے۔ جن میں نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کے لیے ہر موڑ اور ہر موقع کے متعلق واضح اصول بیان فرماتے ہیں۔ کتاب کے صفحہ ۳۱ پر الشیخ ابراہیم ابوشادی فرماتے ہیں:

”اپنی یہ کتاب ”صحیح خطب الرسول ﷺ“ آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں، اس میں نبی ﷺ سے صحیح ثابت تمام خطبے جمع ہیں۔ پس ان کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو۔ پس اس کتاب میں کچھ درست بات ہے تو وہ اللہ کے فضل میں سے

ہے اور اگر کوئی بھول چوک ہے تو وہ میری اور شیطان کی طرف سے ہے۔ کسی بھی انسان کا عمل تقصیر سے محفوظ نہیں ہوتا، لیکن کوشش کی ہے کہ ضعیف یا موضوع روایات سے پاک یہ خطبے پیش خدمت کروں، پس اس میں کفایت و بے نیازی کا سامان موجود ہے۔“

زیر تبصرہ کتاب میں عنوانات کے تحت خطبے جمع ہیں۔ ان کی تخریج احادیث مکمل حوالوں سے اہتمام کر کے شائع کی گئی ہے۔ عقیدہ اور علامات قیامت، جنت و جہنم کا ذکر، طہارت و نماز، زکاۃ و صدقات، روزہ، حج، زکاۃ، جنازہ، جہاد اور اس کے علاوہ خواتین کو وعظ و نصیحت، قرآن کریم سے وابستگی وغیرہ پر جناب نبی کریم ﷺ کی نصیحت پر مشتمل باتیں درج کتاب ہیں۔ یقیناً یہ کتاب عامۃ الناس کے لیے مفید ترین اور مختصر ترین ہے۔ کتاب مجلد ہے اور اچھی طباعت ہے۔

بقیہ: تحریک طالبان پاکستان کے لیے ایک تحریر

نافذ کیا جاسکتا ہے۔ تمام بیرونی یونیورسٹیوں کے اس ملک میں امتحانات لینے پر پابندی کا مطالبہ کریں۔ صرف ایک ہی نصاب تعلیم میں امتحانات ہوں۔

۴..... آئین پاکستان کا آرٹیکل ۳ حکومت پر ذمہ داری عائد کرتا ہے کہ وہ فحش ادب اور اشتہارات کی طباعت اور نشر و اشاعت کی روک تھام کرے۔ میڈیا والے آزادی کا بہانہ بنائیں گے لیکن انھیں باقی تمام معاملات، جن میں کرنٹ افیئر ز وغیرہ شامل ہیں، میں اپنا ضابطہ اخلاق مرتب کرنے کی آزادی دیں، لیکن اشتہارات، ڈرامہ اور معاشرتی موضوعات کو آئین کے تحت دی گئی پابندیوں کے مطابق ڈھالا جانا چاہیے۔ اس کی خلاف ورزی پر جرمانوں اور سزاؤں کا اعلان وہ کہ اس روش سے ایسے خوفناک جرائم جنم لیتے ہیں جن کا بعد میں حل بھی تلاش نہیں کیا جاسکتا۔

۵..... آئین پاکستان کے تحت حکومت کے لیے قانون سازی کرنے کے حوالے سے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات لازم قرار دی گئی ہیں۔ اس معاملے پر مطالبہ کیا جاسکتا ہے کہ ایک سال کے عرصے میں ان پر قانون سازی کر دی جائے۔

یہ ایسی سفارشات اور ایسے مطالبات ہیں کہ اگر ان پر صرف پانچ سال ہی مکمل روح کے ساتھ عمل درآمد ہو گیا تو اس معاشرے میں شریعت نافذ کرنے کی آواز خود بخود بلند ہونا شروع ہو جائے گی اور کوئی اس سے انکار نہیں کر سکے گا۔ اگر مطالبات کے حوالے سے عوام کا بہانہ بنایا جائے تو مطالبہ کیا جاسکتا ہے کہ ان پانچ مطالبات پر آئین کے تحت ریفرنڈم کروالیا جائے۔ میں آپ کو پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ یہ لوگ قیدی بھی چھوڑ دیں گے، تاوان بھی ادا کر دیں گے، روپے بھی دیں گے، شرعی عدالتیں بھی قائم کرنے کو کہیں گے لیکن ان پانچوں آئینی مطالبات کو ماننے میں تامل ظاہر کریں گے۔ یہ طالبان کے اسلحے اور طاقت سے نہیں ڈرتے قرآن کے علم اور اُس کی حقانیت سے ڈرتے ہیں اور مذاکرات میں بہترین اور کامیاب وہ ہوتا ہے جو صورتِ حال سے فائدہ اٹھائے۔ (بشکریہ روزنامہ ”دنیا“، لاہور، ۱۴ ستمبر ۲۰۱۳ء)

فہرست اردو کتب

محمد عطاء اللہ حنیف لائبریری

دار الدعوة السلفیہ، لاہور

۲۹۷۸۱	ترجمہ و تلخیص مختار احمد اندوی	۲۹۷۸۱	اہل حدیث کا مذہب، ص: ۱۲۸۔ مکتبہ سعودیہ، حدیث منزل، کراچی۔
م ۴۵۳	مذہبی فرقہ پرستی اور اسلام، ص: ۱۴۰۔ الدار السلفیہ، بھنڈی بازار، بمبئی۔	۲۹۷۸۱	۲۔ فتوحات اہل حدیث، ص: ۸۵۔ مکتبہ سعودیہ، حدیث منزل، کراچی۔
۲۹۷۸۱	محمد اشرف جاوید	م ۳۰۵	۳۔ اسلام اور اہل حدیث، ص: ۱۶۔ مکتبہ سعودیہ، حدیث منزل، کراچی۔
م ۳۰۵	تحریک آزادی پاک و ہند اور اہل حدیث، ص: ۷۲۔ ادارہ اشاعت السنہ کھرٹیا نوالہ، فیصل آباد۔	۲۹۷۸۱	۴۔ اجتہاد و تقلید، ص: ۱۲۸۔ مکتبہ سعودیہ، حدیث منزل، کراچی۔
۲۹۷۸۱	مولانا حافظ محمد ابراہیم میرسیالکوٹی	۲۹۷۸۱	محمد حفیظ اللہ پھلواری (مجموعہ ۲ کتب)
م ۹۰۷	تاریخ اہل حدیث، ص: ۴۲۸۔ اسلامی پبلشنگ کمپنی، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور۔	ع ۵۹	عہد نبوی کی علمی ترقیات، ص: ۱۹۔ ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ، ملتان۔
۲۹۷۸۱	حافظ زبیر علی زئی	۲۹۷۸۱	۲۔ صوفی ولی محمد صاحب فتوحی والوی، حیات طیبہ، ص: ۳۰۰۔ ناشر: محمد عبداللہ، ضلع رحیم یار خاں
ز ۳۵	اہل حدیث ایک صفاتی نام، ص: ۱۵۶۔ مکتبہ اسلامیہ۔	۲۹۷۸۱	مفتی محمد عبداللہ الفلاح
۲۹۷۸۱	محمد ابوالقاسم سیف بناری، تقدیم و تہذیب: عبدالغفور راشد	ف ۸۴۳	تحریک اہل حدیث کے چند اوراق، ص: ۱۵۰۔ ادارہ الجوث الاسلامیہ، فیصل آباد۔
ع ۴۵	مسلک اہل حدیث پر ایک نظر، ص: ۴۷۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث، پاکستان۔	۲۹۷۸۱	ابو محمد عبدالسلام کیلانی مدنی
۲۹۷۳۹	شیخ احمد دہلوی	ک ۹-۲	اسلام میں کتاب و سنت کا مقام، ص: ۷۱۔ ادارہ مراۃ القرآن والحديث، شیش محل روڈ، لاہور۔
۲۷	تاریخ اہل حدیث، ص: ۱۲۰۔ اسلامی اکادمی، اردو بازار، لاہور۔	۲۹۷۸۱	مولانا محمد جونا گڑھی
۲۹۷۸۱	حافظ عبدالحمید ازہر	م ۲۸۱	محمدیات حصہ دوم، ص: ۱۱۴۔ مکتبہ محمدیہ چک ۱۰۹، چیچہ وطنی۔
ع ۳	تعارف اہل حدیث، ص: ۴۷۔ ادارہ تبلیغ اسلام، جام پور۔	۲۹۷۸۱	مولانا ثناء اللہ امرتسری (مجموعہ ۴ کتب)

تعلیمات کی روشنی میں، پروفیسر محمد فرحان، ص: ۱۹۶۔
مکتبہ تجلی دیوبند۔

۳۔ رد عقائد بدعتیہ، ص: ۱۶۰۔ مولانا نذیر احمد رحمانی
اعظمی۔

۴۔ قبروں پر مسجدیں اور اسلام، ناصر الدین البانی، ص:
۴۰۸۔

۵۔ خالص توحید، ص: ۷۲۔ شیخ محمد شفیع، محمد سلیمان جونا
گرہی، ص: ۷۲۔

پروفیسر عبدالخالق سہریانی بلوچ ۲۹۷ء ۸۱
فرقہ واریت اور انتہا پسندی کے رجحانات، ص: ۱۸۰۔
ایوان علم و ادب پاکستان، لاہور۔

ابوحفص سندھو ۲۹۷ء ۸۱
رضا الہی کی خاطر، ص: ۱۳۶۔

عبدالغفور اثری ۲۹۷ء ۸۱
ہم اہل حدیث کیوں ہیں، ص: ۱۱۲۔ جامعہ ابراہیمیہ،
ناصر روڈ، سیالکوٹ۔

سید محمد داود غزنوی ۲۹۷ء ۸۱
جماعت اہل حدیث کا عقیدہ اور نصب العین، ص: ۸۔
مرکزی جمعیت اہل حدیث یوتھ فورس۔

مولانا محمد ابوالقاسم صاحب ۲۹۷ء ۸۱
مسک اہل حدیث پر ایک نظر، ص: ۴۸۔ محمد شفیع صاحب۔

مولانا عبدالقادر عارف حصاری ۲۹۷ء ۸۱
اسلام میں اصلی اہل سنت کی پہچان، ص: ۲۲۲۔ مکتبہ
اصحاب الحدیث، ص: ۱۲۶۔

محمد داود راز ۲۹۷ء ۸۱
تحریک جماعت اسلامی اور مسک اہل حدیث، مکتبہ

۲۹۷ء ۸۱ مولانا محمد جونا گرہی
سراج محمدی، ص: ۸۰۔ مکتبہ محمدیہ چک ۱۰۹، چیچہ وطنی۔

۲۹۷ء ۸۱ مولانا محمد جونا گرہی
ضرب محمدی، ص: ۱۶۔ ادارہ تبلیغ القرآن والسنة، سنت
نگر، لاہور۔

۲۹۷ء ۸۱ مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی
حنفی اور اہل حدیث، ص: ۱۶۔ مسلم پبلی کیشنز، اردو
بازار، لاہور۔

۲۹۷ء ۸۱ میاں شیر محمد صاحب گوندل
اہل حدیث ناجیہ، ص: ۴۰۔ محمدی اکیڈمی، ناشران
اسلامی کتب۔

۲۹۷ء ۸۱ اشخ ابو عظیم الدین سلفی
جنتی گروہ، ص: ۷۲۔ اہل حدیث، راولپنڈی۔

۲۹۷ء ۸۱ محمد صادق سیالکوٹی
جماعت مصطفیٰ، ص: ۸۰۔ نعمانی کتب خانہ، حق
سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔

۲۹۷ء ۸۱ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی
تاریخ اہل حدیث، ص: ۴۴۸۔ اسلامی پبلیشنگ کمپنی،
اردو بازار، لاہور۔

۲۹۷ء ۸۱ مولانا محمد جونا گرہی
تاریخ اہل حدیث المعروف سراج محمدی، ص: ۴۷۔
شوکت بک ڈپو، چوک شاہدولہ، گجرات۔

۲۹۷ء ۸۱ پروفیسر عبدالقیوم ایم۔ اے (مجموعہ ۵ کتب)
تحریک اہل حدیث، خدمات، کارنامے، ص: ۴۴۔
شبان اہل حدیث، ملتان۔

۲۔ رد بدعت: امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کی

م ۵۷ و وحدت اُمت کو کیا پارہ پارہ کس نے؟ ص: ۲۸۔ ادارہ
احیاء السنہ گھر جاکھ۔
م ۲۹۷۷۷ مسعود احمد صاحب
م ۶۴ م مسلک اہل حدیث کی حقیقت، ص: ۶۴۔ ادارہ
مطبوعات اسلامیہ۔
م ۲۹۷۷۷ مفتی محمد امین صاحب
(۷۷ ج) جنتی گروہ، ص: ۱۶۔ دارالعلوم امینہ رضویہ، فیصل آباد
م ۲۹۷۷۷ عبدالمبین منظر
م ۲۰۷ فرقہ بندی سے نجات، ص: ۲۸۔ شعبہ نشر و اشاعت
ریاستی جمعیت اہل حدیث۔
م ۲۹۷۷۷ مولانا عبدالغفور طاہر
م ۳۴۴ اہل حدیث کی عظمت کو امام کعبہ کا سلام، ص: ۲۴۰۔ ناشر:
مولانا عبدالغفور طاہر۔

دعائے مغفرت

مولانا عبداللہ معمار امرتسری (مصنف محمدیہ پاکٹ بک) کی نواسی،
حافظ محمد پنوی کی بیٹی اور ارشاد احمد ارشد (کالم نگار ہفت روزہ ندائے ملت)
کی بھابھی گزشتہ دنوں وفات پا گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ
نہایت ہی نیک، صالحہ اور پابند صوم و صلاۃ تھیں۔ ان کی ساری زندگی بچوں
اور بچیوں کو قرآن مجید کی تعلیمات سے آراستہ کرنے میں گزری ہے۔ اس
طرح ہزاروں بچوں اور بچیوں نے ان سے قرآن مجید پڑھا اور سیکھا جو
بلاشبہ ان کے لیے صدقہ جاریہ ہے۔

مرحومہ کی نماز جنازہ مولانا حافظ محمد عباس انجم نے پڑھائی۔ نماز جنازہ
میں عزیز و اقارب سمیت زندگی کے مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے
والے احباب اور علماء نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ ان کی بشری
نفرتیں معاف فرمائے اور اعلیٰ علین میں جگہ عطا فرمائے، آمین
اللہم اغفر لہا وارحمہا وعافہا واعف عنہا۔

اشاعت دینیات مومن پوری، بمبئی۔
م ۲۹۷۷۷ محمد صدیق
ص ۵۹ م مسلک اہل حدیث، ص: ۲۸۔ انجمن فاروقیہ، پونچھ
روڈ، لاہور۔
م ۲۹۷۷۷ مولانا رحمت اللہ ربانی
م ۲۵ اہل حدیث کون ہیں؟ ص: ۸۔ شبان اہل حدیث،
الفیصل ٹاؤن۔
م ۲۹۷۷۷ مولانا عبدالغفور اثری
ع ۴۵ ہ ہم اہل حدیث کیوں ہیں؟ ص: ۱۱۲۔ جامعہ ابراہیمیہ،
ناصر روڈ، سیالکوٹ۔
م ۲۹۷۷۷ محمد عبدالہادی المصری
ع ۵۷ اہل سنت فکر و تحریک، ص: ۳۰۲۔ مطبوعات مطبع اسلامی
م ۲۹۷۷۷ سمیہ مسعود عبیدہ
ع ۵۷ افشوا السلام، ص: ۱۱۳۔ مشربہ علم و حکمت۔
م ۲۹۷۷۷ ایک اہل حدیث کے قلم سے
ع ۵۸ اہل حدیث کی نماز غیر اہل حدیث کے پیچھے، ص: ۴۰۔
جماعت اہل حدیث، بہاولپور۔
م ۲۹۷۷۷ ایک محقق کے قلم سے
ت ۵۸۳ تعریف اہل سنت، ص: ۴۶۔ جماعت اہل حدیث
رجسٹرڈ۔
م ۲۹۷۷۷ ڈاکٹر ابوجابر عبداللہ دامانوی
ع ۵۸ ح الفرقۃ الجدیدۃ جماعت المسلمین اور الجماعۃ الجدیدۃ،
ص: ۶۳۔ مکتبہ اہل حدیث ٹرسٹ۔
م ۲۹۷۷۷ ابوجابر عبداللہ دامانوی
ع ۵۸ ح الفرقۃ الجدیدۃ جماعت المسلمین کے بانی مسعود احمد بی
ایس سی کا علمی محاسبہ، ص: ۳۰۰۔ جماعت المسلمین (حقیقی)
م ۲۹۷۷۷ حضرت حکیم محمود صاحب

ذاتی صدمہ

(احمد شاکر)

۲ ستمبر ۲۰۱۳ء جمعہ المبارک کے دن صبح سات بجے کے لگ بھگ میرے دیرینہ اور ہم عمر دوست ڈاکٹر محمد اسحاق ظفر (گوندلوی) گوجرانوالہ میں انتقال کر گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون

ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کے خاندان سے ہمارا خاندانی تعلق کم وبیش ۸۵ سے ہے۔ حضرت والد رحمہ اللہ ۳۰-۱۹۲۹ء میں گوندلانووالہ میں حضرت حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ سے علوم آلہ کی منتہی کتب کی تعلیم کے لیے جب گوندلانووالہ پہنچے اور وہاں دو سال تک حضرت حافظ رحمہ اللہ سے ٹھیکدراں والی مسجد میں تعلیم حاصل کرتے رہے تو ان کا قیام کشمیری برادری کی مسجد میں رہا۔ گوندلانووالہ میں قیام کے دوران گوندلانووالہ میں محبت و اخلاص کے جو رشتے استوار ہوئے انھی کے باعث ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے وقت فیروز سے وہ سیدھے گوندلانووالہ نہ صرف خود آ گئے بلکہ بھوجیاں سے ہجرت کرنے والے اپنے اعزہ واقرباء کو بھی وہاں بلا لیا۔ گوندلانووالہ کے انصار نے مہاجر ہو کر آنے والے مسلمان بھائیوں سے جو سلوک کیا اس نے مواخات مدینہ کی یاد تازہ کر دی یعنی سب مہاجرین کو رہائش، ضروریات زندگی اور دانہ دکان فراخ قلبی سے دیا۔ حضرت والد صاحب رحمہ اللہ کو بھی انھوں نے کم وبیش دو کنال کا وسیع مکان جو مسجد ٹھیکدراں والی کے پاس تھا، بستر، برتن اور ایک بھینس بھی دی چنانچہ حضرت والد صاحب رحمہ اللہ نے ترکھانوالی مسجد حال مسجد اقصی میں ایک اقامتی تعلیم گاہ کا، یعنی درس نظامی کے مدرسے کی ابتدا کر دی۔ حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی، مولانا محمد یحییٰ شریپوری، مولانا محمد یحییٰ منڈی عثمان والہ رحمہ اللہ کے علاوہ حافظ عبدالرحمن گوہڑی اور مولوی محی الدین (سلفی) گوہڑی رحمہ اللہ مدرسہ کے ابتدائی طلباء میں سے تھے اور اسی عرصے میں انھوں نے حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ کی مشاورت سے ہفت روزہ الاعتصام کا ڈبلکربلشن (طباعی اجازت نامہ) بھی حاصل کیا جو بفضلہ تعالیٰ اب تک جاری و ساری ہے۔ اس کے بعد جلد ہی مخدومنا حضرت مولانا محمد داود غزنوی رحمہ اللہ نے دارالعلوم تقویۃ الاسلام کی صدر نشینی کے لیے حضرت والد صاحب کو لاہور بلا لیا اور حضرت والد صاحب رحمہ اللہ اہل دیہہ کا دیا ہوا مکان میرے نانا جان میاں نور دین رحمہ اللہ اور ان کے بڑے لڑکے یعنی میرے ماموں مولوی محمد اسماعیل رحمہ اللہ کے حوالے کر کے لاہور آ گئے۔ مسجد اقصیٰ میں میرے تایا حافظ قاری محمد عبداللہ بھوجیانی رحمہ اللہ بطور امام خد مات سرانجام دینے لگے ان کو بھی مسجد اقصیٰ کے منتظمین نے رہائش کے لیے ایک مکان دے دیا۔

ڈاکٹر اسحاق ظفر کے والد گرامی حکیم محمد ابراہیم خلیل رحمہ اللہ حضرت والد صاحب رحمہ اللہ کے قدیمی، قریبی، گہرے اور مخلص دوست تھے ان کی والد صاحب سے ملاقات اور مشاورت ان کی وفات ۱۹۷۴ء تک جاری رہی۔ حکیم صاحب رحمہ اللہ ذاتی، خاندانی، گھریلو اور تہنیتی امور میں ہمیشہ ان سے مشورہ فرماتے اور ان کے مشورے تسلیم بھی کرتے۔

ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ تقریباً میرے ہم عمر تھے۔ انھوں نے ۱۹۷۰ء کے آس پاس ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کیا پھر مزید تعلیم کے لیے امریکا چلے گئے جہاں ہارٹ فزیشن میں انھوں نے تخصص کیا اور تعلیم مکمل کر کے وہیں انھوں نے امریکا ہی میں کلینک شروع کر دیا۔ تعلیم میں ان سے بنیادی تعاون ان کے ماموں مولوی حکیم محمد الیاس رحمہ اللہ نے کیا جو گوندلانووالہ میں مطب کرتے تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے فضل سے امریکا میں ان کے روزگار کا سلسلہ جب استوار کیا تو انھوں نے اپنے ماموں رحمہ اللہ اور بھائی بہنوں کے علاوہ دیگر اعزہ واقرباء کی معاونت اور خدمت اس طرح اور اس قدر کی کہ اس کی مثال شاید ہی کوئی مل سکے۔ اس کے علاوہ مساجد کی تعمیر، دینی مدارس اور اداروں سے تعاون اور دیگر امور خیر میں بھی بوفیقہ تعالیٰ کھلے دل سے تعاون فرماتے رہے۔ اسی طرح بعض قریبی تعلق رکھنے والے احباب کی ضروریات کا بھی وہ ہمیشہ خیال رکھتے۔ والدہ محترمہ رحمہ اللہ کی زندگی میں تو ان کا آنا جانا اکثر رہتا اب چند سالوں سے انھوں نے پاکستان ہی میں قیام کر لیا تھا، صحت ان کی مجموعی طور پر بہت عمدہ تھی۔ چند سال قبل ان کے ٹخنے پہ چوٹ آ گئی تھی۔ اب رمضان المبارک میں ان کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی تھی افسوس کہ ان کی حسب ہدایت کہ کسی کو اطلاع نہ دی جائے، اس بیماری میں بیمار پرسی کے لیے نہ جا سکا۔ ۲ ستمبر کی صبح ان کے سر محترم نے اطلاع دی کہ ڈاکٹر صاحب دنیا سے رخصت ہو گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

چراغ بجھتے جا رہے ہیں سلسلہ وار

دعا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان کی بشری لغزشیں معاف فرمائے، ان کی حسنات قبول فرمائے اور جنت میں ان کو اعلیٰ مقام دے، آمین ثم آمین۔

نورِ حیات ساغرِ ظلمت میں ڈھل گیا

اس نو شگفتہ گل کی لطافت کو کیا ہوا ہر ہر کلی کو نفس کا شعلہ نکل گیا
احساس میں پٹی تھی محبت کی جوئبار اس کے لبوں پہ چشمہٴ نفرت ابل گیا
اس جادۂ حیات پہ کس کا ہو اعتبار رہبر بنا تھا جو کبھی رہزن نکل گیا
وہ آنچ دی ہے وقت نے عقل و شعور کو شعلہ اٹھا کہ حسن کا دامن ہی جل گیا
اقدارِ زندگی سے ٹپکنے لگا لہو ہر ذرۂ حیات کا موسم بدل گیا
کل ہم نے اپنی آنکھ سے دیکھا وہ سانحہ نورِ حیات ساغرِ ظلمت میں ڈھل گیا
اسپ جنوں سے علم نے کھائیں وہ ٹھوکریں گرداب میں سفینۂ علم و عمل گیا
اجڑا ہوا چمن ہے نظر سوگوار ہے علم و ادب کا آج جنازہ نکل گیا
ہر سو بکھر گئی ہے مرے حسن ظن کی لاش کاغذ کی ناؤ، دور تر ساحل نکل گیا
درد و اَلَم کی بزم سجا کر چلا ہوں میں اسلم کی بات سن کے مسیحا سنبھل گیا

(عبدالمعید)